بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الكلمات النافعة فى المكفرات الواقعة

مومن کو کافر کردینے والے اقوال وافعال

تالیف : شیخ عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوهاب رحمهااللہ

ترجمہ: عبدالعظیم حسن زئی حفظہ اللہ

انٹرنیٹ ایڈیشن: مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.tk

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ، واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ.......امابعد!

قارئین کی خدمت میں چند کلمات پیش کر رہا ہوں جو میں نے مجتہدین علماء سے اخذ کئے ہیں وہ علماء جن کا تعلق اہل سنت کے چاروں ائمہ سے ہے۔ان علماء کے کلام کا تعلق ان اقوال وافعال سے ہے جو کسی مسلمان کو کافر بناتے ہیں اسلام سے خارج کر دیتے ہیں اگر چہ ان افعال واقوال کا مرتکب شخص زبان سے کلمۂ اسلام ادا کرتا ہوا اسلام کی طرف اپنی نسبت کرتا ہو شریعت کے کچھ احکام پر عمل کرتا ہو پھر بھی یہ سب چیزیں اسے کافر قرار دینے اور اسے مرتدین کے ساتھ ملانے سے نہیں روک سکتیں۔ائمہ مجتہدین کی یہ آراء میں اس لئے نقل کر کے مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کہ موجودہ دور میں کچھ ایسے عالم یا فقیہ کہلانے والے موجود ہیں جو مذکورہ قسم کے افراد کی تکفیر کو بہت بڑی غلطی قرار دے رہے ہیں اور اگر کوئی عالم اس قسم کی رائے (تکفیر کی رائے) کا اظہار کرتا ہے تو یہ عالم وفقیہ کہلانے والے اس عالم کی شدید مذمت کرتے ہیں اس کی رائے کی تردید کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس اس تردید کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے نہ کلام اللہ سے نہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ائمہ علم ودین کے اقوال سے صرف بات یہ ہے کہ تکفیر کی یہ رائے ان کے اسلاف کی رائے سے مختلف ہے۔میں یہاں صرف وہ اقوال وآراء ذکر کروں گا جنکی ضرورت ہے اور جسمیں عالم کہلانے والوں نے غلطیاں کی ہیں خصوصاً ہمارے موجودہ دور میں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن پر جہالت وتعصب غالب آچکا ہے جبھی تو یہ کتاب وسنت کے مخالف طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں ایسا طریقہ جو سلف میں سے ائمہ مہدیین نے نہیں اپنایا تھا یہ لوگ صرف دنیاوی فوائد یا عہدوں کی خاطر یہ سب کچھ کر رہے ہیں لوگوں سے انہیں کچھ امیدیں ہیں لالچ ہے جسکی بنا پر اس طرح کی رائے اپنائے ہوئے ہیں۔

یہ ایسے مسائل ہیں کہ کسی مسلمان کو ان سے بے اعتنائی نہیں کرنی چاہیے۔ایسا نہ ہو کہ لاپروائی اور لاعلمی کی بنا پر ان میں سے کسی مسئلہ میں مبتلا ہو جائے اسی طرح ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ کفر واسلام میں سے ہر ایک کی پہچان رکھے تاکہ صحیح وغلط کی تمیز کر سکے اور اسلام پر بصیرت کے ساتھ عمل پیرا رہے کسی قسم کی جہالت یا شکوک وشبہات کا شکار نہ ہو اگر جہالت یا شکوک کے ساتھ اسلام سے وابستہ رہنے والے اکثریت ہونے کے باوجود اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک قلیل ہی شمار ہوں گے۔علماء نے اپنی کتب میں ان باتوں پر توجہ دی ہے۔ہر مذہب کی فقہ کی کتب میں ان

مسائل پر حکم المرتد کے نام سے باب بھی باندھے گئے ہیں ۔مرتد کہتے ہیں ایسے شخص کو جو اسلام کے بعد دوبارہ کافر ہوجائے مرتد کی بہت سی اقسام علماء نے ذکر کی ہیں ہر قسم ان میں سے ایسی ہے کہ جس کی بنیاد پر کسی کی جان و مال کو حلال قرار دیا جاسکتا ہے آئندہ سطور میں اس مسئلے پر انشاء اللہ میں کافی وشافی بحث کروں گا اور دلائل کے ضمن میں ہر مذہب کے امام کے اقوال بھی پیش کروں گا یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی آراء جدا جدا پیش کروں گا تا کہ ان آراء سے واقفیت حاصل کرنے والوں کو تلاش میں آسانی رہے ۔اب ہم شرک اکبر اور اس کے مرتکبین کی تکفیر کے بارے میں ان ائمہ کے اقوال پیش کرر ہے ہیں ۔ یہ شرک ان ائمہ کے دور میں ان لوگوں سے سرزد ہوا تھا جو مسلمان کہلاتے تھے اور ائمہ نے انہیں کافر قرار دیا۔

سب سے پہلے ہم شوافع کا قول پیش کرر ہے ہیں ۔ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب **الزواجر عن اقتراف الکبائر** میں شوافع کا کلام یوں نقل کرتے ہیں ''پہلا کبیرہ گناہ کفر شرک کا ہے۔ جب کفر سب سے بڑا گناہ ہے تو اس کے بارے میں تفصیلی گفتگو کرنی چاہیے اور اس کے احکام کی بھی وضاحت ہوجانی چاہیے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

''اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ'' (النساء:٤٨)

''اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس کے علاوہ معاف کردیتا ہے جس کو چاہے''۔

''اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ'' (لقمان:)

''شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔

''مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَا وٰاہُ النَّار'' (مائدہ:٧٢)

''جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو اس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اللہ کے ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی پھر آپ ٹیک چھوڑ کر بیٹھے اور فرمایا سنو جھوٹی باتیں اور جھوٹی گواہی (بھی گناہ کبیرہ ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو دہراتے رہے''۔

ابن حجر رحمہ اللہ نے دیگر احادیث بھی ذکر کی ہیں اس کے بعد فرماتے ہیں۔شرک اور اس کے تمام اقسام کا ذکر اس

لیے ضروری ہے کہ اکثر لوگ اس میں مبتلا ہیں اور اکثریت کو اس کا علم تک نہیں (کہ وہ شرک کے مرتکب ہورہے ہیں) جب ہمارے بیان کرنے سے انہیں معلوم ہوجائے گا کہ ان کا فلاں فعل شرک ہے اس سے ان کے اعمال باطل ہورہے ہیں اس کا مرتکب ہمیشہ کے لئے جہنمی ہوتا ہے سخت ترین عذاب میں مبتلا ہوتا ہے تو شاید وہ اپنے عمل سے رک جائے اس لیے شرک اور اس کی تمام اقسام کا تفصیلی ذکر ضروری ہے۔ جو شخص کسی ایسے عمل کا ارتکاب کرتا ہے جو کافر بنادینے والا ہو تو اس شخص کے تمام اعمال باطل ہوجاتے ہیں اکارت جاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق اس شخص پر واجب اعمال کی قضاء ہے۔ احناف کے ائمہ نے کافر کردینے والے بہت سے امور ذکر کیے ہیں دیگر مذاہب کے ائمہ کی بنسبت احناف کے ائمہ نے اس میں بہت مبالغہ کیا ہے کہتے ہیں کہ ارتداد سے تمام اعمال باطل ہوجاتے ہیں مرتد کی بیوی اس سے علیحدہ کردی جائے گی اس پر حرام ہوجائے گی اس سختی کے ساتھ ساتھ انہوں نے مکفرات بھی زیادہ بیان کئے ہیں مذہب حنفی کے ہر پیروکار کو چاہیے کہ اپنے ائمہ کے اقوال معلوم کریں اور ان مکفرات سے اجتناب کریں جو ان ائمہ نے ذکر کیے ہیں تاکہ اپنے اعمال کو ان امور سے محفوظ رکھ سکیں ورنہ اعمال بھی ضائع ہوں گے اور ان کی قضاء بھی کرنی ہوگی اس کی بیوی علیحدہ کردی جائے گی ان ائمہ کی یہی رائے ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عمل باطل ہو یا نہ ثواب ضرور باطل ہوجاتا ہے امام شافعی رحمہ اللہ وائمہ احناف میں اختلاف صرف فیصلے کی حد تک ہے ورنہ باقی مسائل میں متفق ہیں۔ آئندہ سطور میں ابن حجر رحمہ اللہ کی بیان کردہ شرک کی مزید اقسام بھی ذکر ہوں گی انشاء اللہ مگر ان کی یہ بات قابل توجہ ہے کہ اکثر لوگ شرک میں مبتلا ہیں مگر انہیں سمجھ نہیں ہے اور ہمارے اس دور کے اکثر لوگ شرک وارتداد کے مرتکب ہورہے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں۔ غیر اللہ کیلئے ذبح کا مطلب ہے اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کرنا جیسے کسی بت کے لئے صلیب، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام۔ کعبہ وغیرہ کے نام پر۔ یہ سب ذبیحے حرام ہیں چاہے ذبح کرنے والا مسلمان ہو یہودی ہو یا عیسائی امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے اور ہمارے ہم مسلک علماء اس پر متفق ہیں۔ اگر ذبح کرنے والے نے ذبح کے ساتھ ساتھ اس کی تعظیم کا بھی قصد کیا ہو جس کے لئے ذبح کررہا ہے اور اس کی عبادت کی نیت سے کیا ہو تو اس شخص کا یہ عمل کفر ہے اگر ذبح کرنے والا مسلمان تھا تو اس عمل سے مرتد ہوگیا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے وضاحت کردی کہ غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والا اگر تعظیم وعبادت کا قصد کرکے ذبح کرے تو مرتد کافر ہوجاتا ہے۔ احناف کی رائے اس بارے میں قرآن کی حرام کردہ اشیاء وامور سے متعلق لکھی گئی کتاب میں مذکور ہے باب الکفر کے تحت کفر کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ حق کو

چھپانا اور اس کا انکار کرنا کفر ہے قرآن میں تمام معاصی ونافرمانیوں میں سے سب سے پہلے کفر کا ذکر ہوا ہے۔

''اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ'' (البقرۃ:)

''جو لوگ کافر ہیں آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں''۔

یہ کفر سب سے بڑا گناہ ہے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہے مزید لکھتے ہیں جن امور سے کفر لازم آتا ہے ان کی متعدد اقسام ہیں ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق قرآن اور دیگر کتب سماویہ سے ہے۔ایک قسم کا تعلق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء اور ملائکہ وعلماء سے ہے۔ایک قسم کا تعلق احکام سے ہے۔اللہ سے جس کفر کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کی ایسی صفات بیان کی جائیں جو اس کے شایان شان نہیں ہیں مثلاً اللہ کو مخلوق میں سے کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے یا اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کی نفی کی جائے یا حلول واتحاد کا عقیدہ رکھا جائے (اتحاد سے مراد عقیدۂ وحدۃ الوجود ہے صوفیاء کے عقیدے کے مطابق خالق ومخلوق میں دوئی نہیں ہے بلکہ تمام مخلوقات خالق کی ذات کے ہی مظاہر ہیں اس لیے وہ شیطان فرعون اور ہر قسم کے جانوروں اچھے برے لوگوں سب کو اللہ کی ذات کا حصہ سمجھتے ہیں انہیں اللہ کی ذات کے مظاہر کہتے ہیں ان غلط عقائد کی تفصیلات اور ان کے رد کیلئے عبدالرحمٰن کیلانی کی بہت ہی عمدہ وتفصیلی کتاب شریعت وطریقت سے ملاحظہ کریں۔مترجم) کفر یہ بھی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور چیز کو بھی قدیم مان لیا جائے (قدیم کا معنی ہوتا ہے ازل سے موجود ہونا مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ سب سے پہلے اللہ تھا اور کچھ نہیں تھا پھر اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا لہٰذا اللہ کے علاوہ بقیہ مخلوق کو حادث کہا جاتا ہے اور اللہ کو اس کی صفات کو قدیم یعنی ازلی۔مترجم) یا یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ کے ساتھ ایک اور ذات بھی ہے جو تدبیر عالم کرتی ہے۔یا اللہ کو جسم مانا جائے، یا اسے حادث مانا جائے یا اسے مردہ مانا جائے۔یا یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ جزئیات کا علم نہیں رکھتا۔یا اللہ کے کسی نام،صفت یا حکم کے ساتھ تمسخر کیا جائے اس کا مذاق اڑایا جائے۔یا اللہ کے علاوہ وعدے یا وعید کے ساتھ تمسخر کیا جائے یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کیا جائے۔یا غیر اللہ کو سجدہ کیا جائے یا اللہ کو گالی دی جائے یا اس کے لئے بیوی یا بیٹا مانا جائے۔یا اللہ کو کسی سے پیدا شدہ مانا جائے۔یا اس کی عبادت میں مخلوق میں سے کسی کو شریک کیا جائے یا اللہ پر جھوٹ باندھا جائے الٰہ یا رسالت کا دعوی کرکے۔یا اس بات سے انکار کیا جائے کہ اللہ اس کا خالق یا رب ہے یہ کہے کہ میرا کوئی رب نہیں ہے۔یا کسی ذرے کے بارے میں کہے کہ یہ فضول وبے فائدہ پیدا کیا گیا ہے۔اسی طرح کی کوئی بھی بات یا عقیدہ جو اللہ کے شایان شان نہیں ہے سب کفر ہے اس پر اجماع ہو چکا ہے

۔"سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا". (بنی اسرائیل:٤٣) ،اللہ پاک ہےاوران کی ایسی باتوں سے بہت بلند ہے بڑا ہے۔ان اقوال کا مرتکب چاہے ارتکاب عمداً کرے یا مذاق کے طور پر کرے ہر حال میں کفر ہے اور اگر اس پر اصرار کرے تو اسے قتل کیا جائے گا اور اگر توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے ۔قتل سے وہ محفوظ ہو جائے گا (امام نووی رحمہ اللہ کا قول مکمل ہوا) مذکورہ کلام سے یہ وضاحت ہوگئی کہ جس نے اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرلیا تو وہ بالاجماع کافر ہے اگر اپنے اس عمل پر اصرار کرتا رہا تو اسے قتل کیا جائے گا۔ جو عبادت اللہ کے ساتھ خاص ہے جسمیں کسی کو شریک نہیں کیا جاسکتا اس عبادت کی بھی اقسام ہیں مثلاً فوائد کے حصول اور ضرر کے دفعیہ کے لئے دعا کرنا۔اللہ کا فرمان ہے۔

" وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ." (الجن:١٨)

"مسجدیں اللہ کے لئے ہیں تم اس کے ساتھ کسی کو مت پکارو"۔

" اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ". (المؤمن : ٦٠)

"مجھے پکارو میں تمہاری پکار سنوں گا"۔

فرمان ہے۔

" لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ اِلَی الْمَاءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ " (الرعد:١٤)

"اسی (اللہ) کے لیے ہے پکار حق۔ جو لوگ اس کے علاوہ جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کوئی پکار قبول نہیں کر سکتے مگر جس طرح کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے رکھے تا کہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ کبھی نہیں پہنچے گا۔

فرمان باری تعالٰی ہے

" فَاِذَا فَرَغْتَ فانْصَبْ " (الانشراح:٧)

"جب آپ فارغ ہوجائیں تو کھڑے ہوجائیں (اللہ کی عبادت کے لئے)"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا۔

"جب تم سوال کرو تو اللہ سے کرو، جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو"

عبادت کی ان اقسام میں سے نماز بھی ہے۔ نماز بھی صرف اللہ کے لئے ہو۔ سجدہ۔ رکوع صرف ایک اللہ کے لئے ہو۔ اللہ فرماتا ہے۔

"قُل اِنَّ صَلَاتِی وَ نُسُکِیُ وَمَحُیَایَ وَمَمَاتِیُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیُنَ". (الانعام:١٦٢)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ میری نماز میری قربانی میری زندگی میرا مرنا صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہے"۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

" فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانُحَرُ " (الکوثر:٢)

"اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں"۔

یعنی اپنے رب کے لئے نماز اور قربانی کو خالص کر دیں اس کے ساتھ اس عمل میں کسی کو شریک نہ کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے"۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ نے ان دونوں عبادتوں نماز اور قربانی کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے۔ جب کوئی شخص غیر اللہ کے لئے نماز پڑھتا ہے یا سجدہ کرتا ہے یا رکوع کرتا ہے تو وہ اللہ کی عبادت میں غیر اللہ کو شریک کرتا ہے اسی طرح جو شخص غیر اللہ کے لئے قربانی کرتا ہے تو وہ بھی اللہ کی عبادت میں شریک کرتا ہے۔ عبادت کی اقسام میں سے خشیت بھی ہے یعنی خوف اللہ کے علاوہ کسی سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کا فرمان ہے۔

اللہ کا فرمان ہے۔

"فَلَا تَخُشَوُهُمُ وَاخُشَوُنِیُ". (البقرة:١٥٠)

"لوگوں سے مت ڈرو مجھ سے ڈر جاؤ"۔

دوسری جگہ فرمان ہے۔

"اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیُطٰنُ یُخَوِّفُ اَوُلِیَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوُهُمُ وَخَافُوُنِ اِنُ کُنُتُمُ مُّؤُمِنِیُنَ". (آل عمران:١٧٥)

"یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے ان سے مت ڈرو مجھ سے ڈر جاؤ اگر تم مؤمن ہو"۔

ایک جگہ فرمان ہے۔

”وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ“. (النور:٥٢)

” جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اور اللہ سے ڈر گیا اس کا تقوی اختیار کیا تو یہی لوگ کامیاب ہیں“۔

اس میں حکم ہے کہ اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی کرو مگر ڈر اور خوف صرف ایک اللہ کا رکھو۔عبادت کی اقسام میں سے توکل بھی یعنی بندے کا اپنے امور اللہ کے سپرد کرنا چاہے دنیوی امور ہوں یا اخروی۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

”وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ“. (التوبة:٥١)

”اور اللہ ہی پر مومنوں کو توکل کرنا چاہیے“۔

فرمان ہے۔

”وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ“. (المائدة:٢٣)

”اللہ ہی پر توکل کرو اگر تم مؤمن ہو“۔

جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور پر توکل کیا تو اس نے اللہ کی عبادت میں شرک کیا۔عبادت کی اقسام میں سے مدد طلب کرنا بھی ہے۔فرمان باری تعالیٰ ہے۔

” اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ “. (الفاتحة:٤)

”خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں“۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

” فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ “. (هود:١٢٣)

”اس اللہ کی عبادت کر اور اسی پر بھروسہ کر“۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تھا ”جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ“ لہٰذا جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور اسے مدد مانگی اس نے اللہ کی عبادت میں شرک کرلیا۔ان اقسام عبادت میں سے نذر و نیاز بھی ہے ۔اللہ کے علاوہ کسی کی نذر نہیں مانی جاسکتی۔فرمان ہے۔

”وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ“. (البقرة:٢٧٠)

''تم جو بھی خرچ کر و یا نذر مانو تو اللہ کو اس کا علم ہے''۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

'' يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا''. (الدھر:۷)

''(مومن وہ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر پھیلا ہوا ہے''۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''جس نے نذر مانی کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو وہ اللہ کی اطاعت کرلے۔اور جس نے معصیت کی نذر مانی تو اللہ کی نافرمانی نہ کرے''۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عبادت نام ہے ہر اس قول وعمل کا جسے اللہ پسند کرے اور اس پر راضی ہو جن اقوال و افعال کا حکم اللہ نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبانی دیا ہے۔ہم نے پہلے بھی اس حنفی عالم کی کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ جس نے اللہ کی عبادت میں شرک کیا وہ بالا جماع کافر ہے چاہے یہ شرک اس نے جان بوجھ کر کیا ہو یا مذاق کے طور پر۔اور اگر اس شرک پر اصرار کرتا رہا تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالے گا اور وہ قتل سے محفوظ رہے گا۔یہ بھی لکھا جا چکا ہے کہ کوئی ایسا عمل جو بالاتفاق کفر شمار ہوتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کا ارتکاب کرے گا تو اس کے تمام اعمال ضائع و برباد ہو جائیں گے اگر حج کیا تھا اسے دوبارہ لوٹائے گا البتہ نمازیں اور روزے نہیں لوٹائے گا اس لیے کہ مرتد سے یہ دونوں عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں اس شخص کا اپنی بیوی سے خلوت بھی حرام ہوگی اگر کرے گا تو زنا شمار ہوگا۔اگر اس نے عادتاً کلمۂ شہادت پڑھ لیا مگر اس کے تقاضوں کو پورا نہ کیا تو اس کفر کا حکم نہیں ہٹایا جائے گا۔

شیخ قاسم ''شرح الدرر'' میں فرماتے ہیں۔عوام کی اکثریت جو نذر و نیاز کرتی ہے کہ کسی مزار پر جا کر کہتے ہیں کہ میری فلاں حاجت پوری کر دو فلاں مریض کو شفا دے دو یا فلاں غائب و بھاگے ہوئے کو واپس لا دو پھر مزار پر قیمتی اشیاء۔یا کھانے کی چیزیں رکھی جاتی ہیں چراغ جلائے جاتے ہیں یہ سب بالاجماع باطل ہے۔اس کے باطل ہونے کی چند وجوہات ہیں۔

1- مخلوق کے لئے نذر ماننا جائز نہیں ہے۔

2- اس طرح کا عمل کفر ہے۔

اکثر لوگ اس طرح کے امور میں مبتلا ہیں حالانکہ یہ کام ایسے ہیں کہ جن کے ارتکاب سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔شوافع کی رائے بھی تقریباً یہی ہے جیسا کہ امام ناصر السنۃ شہاب الدین عبدالرحمٰن بن اسماعیل المعروف بابی شامہ اپنی کتاب ''الباعث علی انکار البدع والحوادث'' میں فرماتے ہیں۔

''بہت سے شہروں میں ایسے مقامات ہوتے ہیں جن کے بارے میں بیان کرنے والے بتاتے ہیں کہ ہم نے خواب میں دیکھا ہے کہ یہاں کسی نیک صالح آدمی کا مدفن ہے یا زندگی میں یہاں قیام کر چکا ہے لہٰذا اب اس مقام کو مقدس قرار دے کر اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں حالانکہ ان کاموں کی وجہ سے فرائض وسنتوں تک کو چھوڑ دیتے ہیں مگر ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کے کاموں سے اللہ کا قرب حاصل کر رہے ہیں پھر رفتہ رفتہ ان مقامات کا احترام اوران کی تعظیم ان کے دلوں میں اتنی بڑھ جاتی ہے کہ ان سے مریضوں کے لیے شفا طلب کرتے ہیں اور اپنی حاجتیں اور مرادیں ان سے مانگتے ہیں ان کے لیے نذر ونیاز کرتے ہیں یہ مقامات یا تو کوئی چشمہ ہوتا ہے۔یا کوئی درخت یا دیوار یا کوئی پتھر یا چٹان ہوتی ہے۔جس طرح کہ حدیث میں ایسے ہی ایک درخت کا ذکر ملتا ہے جسے ذات انواط کہا جاتا تھا (انواط کہتے ہیں کسی چیز کے لٹکانے یا ٹانگنے کی جگہ۔کھونٹی وغیرہ درخت کی چھوٹی شاخیں اس طرح کاٹی جائیں کہ چند انچ کی باقی رہیں تو مسافر ان پر تھیلہ۔چادر وغیرہ لٹکاتے ہیں۔ایسے ہی ایک درخت کا ذکر احادیث میں موجود ہے مترجم)۔

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کی طرف نکلے قریش کا ایک بہت بڑا سرسبز درخت تھا جس کے پاس وہ ہر سال آتے اپنی تلواریں لٹکاتے وہاں ٹھہرے رہتے اس درخت کے لئے ذبیحے کرتے ایک روایت میں ہے کہ وہ بیری کا درخت تھا ابو واقد لیثی کہتے ہیں کہ جب ہم ایک بہت بڑے درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے کہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے بھی ذات انواط کی طرح ایک درخت مقرر کر دیجئے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو وہی بات ہوئی جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایسے معبود بنا دو جس طرح ان (مشرکوں کے) معبود ہیں۔تم لوگ اپنے سے پہلے والے لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے۔(ترمذی)۔

امام ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔کہ جہاں بھی تم کسی قسم کا درخت دیکھو لوگ جس کی تعظیم کرتے ہوں اس سے شفاء کی امید رکھتے ہوں اس درخت کے بارے میں عجیب وغریب قصے اور کرامات بیان کرتے ہوں تو وہی درخت

ذات انواط ہے لہٰذا اسے فوراً جڑ سے کاٹ دو۔ چوتھی صدی ہجری میں افریقہ کے ایک صالح آدمی اسحاق الحینبائی نے ایسا ہی کام کیا تھا جس پر اب تک لوگ تعجب وحیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ ابوصالح کہتے ہیں۔ کہ افریقہ میں جہاں شیخ اسحاق رحمہ اللہ رہتے تھے وہاں ایک چشمہ تھا جسے عافیت کا چشمہ کہا جاتا تھا۔ جس کی شادی میں رکاوٹ ہوتی یا اولاد نہ ہوتی تو دور دور سے لوگ اس چشمے کے پاس آتے تھے اور اس طرح کی مرادیں مانگتے تھے۔ ایک دن صبح فجر کے وقت میں نے دیکھا کہ ابواسحاق رحمہ اللہ نے اس چشمہ کو (جو تالاب کی شکل میں تھا) ڈھا دیا پھر فجر کی اذان وہیں پر دی اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ یہ چشمہ میں نے تیری خاطر ڈھا دیا ہے اب تو اسے کبھی جاری نہ کرنا۔ اب تک وہ چشمہ جاری نہیں ہوا ہے (خشک ہو گیا ہے) درختوں کے بارے میں اس طرح کے عقائد سے بھی زیادہ خطرناک اور برا عقیدہ وہ تھا کہ جو لوگوں نے دمشق میں تین پرانے دروازوں کے بارے میں اپنایا تھا کہتے ہیں سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں جنات نے تین دروازے بنائے تھے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ذوالقرنین نے بنائے تھے ۶۳۶ھ میں کسی نے خواب دیکھا کہ ان دروازوں کے پرے اہل بیت کے کچھ افراد مدفون ہیں اب لوگ ان دروازوں میں داخل ہو کر ایک تنگ و تاریک مینار کے پاس جاتے تھے جہاں اہل بیت کے مدفون ہونے کا دعویٰ کیا گیا تھا اس جگہ کو کسی نے قبضہ کر کے مسجد بنایا اور اس طرح اہل بیت کے نام پر شرک کا ذریعہ بن گیا مگر دروازے چونکہ تنگ تھے اور زائرین کی تعداد دن بدن بڑھتی جا رہی تھی لہٰذا ان دروازوں کو مزید کشادہ کیا گیا۔ پھر کسی اللہ کے نیک بندے نے یہ سب کچھ گرا دیا ختم کر دیا اس مسجد کو بھی جو اہل بیت کے مدفن قرار دیے جانے کی وجہ سے شرک کا ذریعہ بن گئی تھی اسے بھی ڈھا دیا گیا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کو گرایا تھا جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور انہیں نقصان پہنچانے کے لئے بنائی گئی تھی اور جس میں جانے اور نماز پڑھنے سے اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا تھا کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر نہیں تھی۔ "لَاتَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى". (التوبة:۱۰۸) اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اس طرح کے تمام امور سے محفوظ رکھے جو اس کی رضامندی کے خلاف ہوں۔

شیخ کی یہ بات قابل غور ہے کہ فی زمانہ عوام جو عقیدہ وعمل درختوں یا پیروں کے یادگاروں، آستانوں کے ساتھ روا رکھے ہوئے ہیں یہ وہی مشرکانہ عقیدہ وعمل ہے جو مشرکین قریش کا ذات انواط کے ساتھ تھا۔ اسی طرح ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ جو کہ مالکیہ کے اماموں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ ہر وہ درخت جس کی لوگ تعظیم کرتے ہوں اس کے پاس

مرادیں مانگنے جاتے ہوں تو وہ ذات انواط ہی کہلائے گا۔ اسی طرح چوتھی صدی کا چشمہ عافیت کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ اس طرح کا شرک اس امت میں قدیم سے چلا آرہا ہے ابو اسحاق رحمہ اللہ نے اس چشمہ کے ساتھ جو سلوک کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ علمائے حق ہمیشہ سے شرک کے خلاف برسرِ پیکار رہے انہوں نے کبھی شرک کا وجود برداشت نہیں کیا۔ بلکہ ہر وہ شرکیہ مرکز کو ڈھادیتے تھے یہ شرکیہ عمل چوتھی صدی میں شروع ہو گئے تھے جب خیر القرون کی تین صدیاں گزر چکی تھیں۔ ان اعمال کے غیر اسلامی ہونے پر علماء کا اجماع ہے لہٰذا جس شخص میں طاقت ہو وہ ایسے ذرائع شرک کو ختم کر دیا کرے۔ جو حکمران ان کے خاتمے کی طاقت رکھنے کے باوجود انہیں ختم نہیں کرتے وہ بھی عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے حالانکہ ابھی دمشق کے دروازوں کے بارے میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ شرک کا سبب بننے والی مسجد اگرچہ بیچ راستے کی تھی مگر اسے بھی منہدم کر دیا گیا تھا اسے مسجد ضرار قرار دیا گیا تھا۔ ابو شامہ رحمہ اللہ جو اس واقعے کے راوی ہیں وہ ساتویں صدی میں گزرے ہیں اب تو شرک کے ایسے ذرائع میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے بلکہ ہوتا جا رہا ہے اس مسئلے میں شوافع، احناف اور مالکیہ کا قول ہم نے ذکر کر دیا۔

حنابلہ کی رائے: امام ابو الوفا ابن عقیل رحمہ اللہ کہتے ہیں جب جاہلوں پر کھانے وغیرہ کی ذمہ داریاں آپڑیں اور ان کے لئے مشکلات پیدا ہوئیں تو انہوں نے شریعت سے منہ موڑ لیا اور ایسی اشیاء کی تعظیم میں لگ گئے جو انہوں نے خود ایجاد کی تھیں ان اشیاء کی تعظیم ان کے لئے اس وجہ سے آسان تھی کہ یہ کسی کے حکم کے پابند نہ رہے (شریعت کے بجائے اپنی مرضی پر چلے) میری رائے میں یہ لوگ ان امور کی بنا پر کافر ہیں مثلاً قبروں کی تعظیم مردوں سے مرادیں مانگنا یا ایسے طغرے اور تحریریں جن میں غیر اللہ سے مدد مانگی گئی ہو یا کسی درخت کی طرف کرامات وغیرہ کی نسبت کرنا یہ لات وعزیٰ کے عبادت گزاروں کے پیرو ہیں۔ امام ابو الوفا کے قول پر غور کرنا چاہیے جب وہ کہتے ہیں کہ میری رائے میں یہ لوگ کافر ہیں انہیں لات وعزیٰ کے پجاریوں مشابہ قرار دے رہے ہیں۔

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ ''الرسالة السنية'' میں خوارج کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسے لوگ ہو سکتے ہیں جو بظاہر مسلمان ہوں مگر اسلام سے خارج ہو چکے ہوں تو ہمارے زمانے میں بھی ہو سکتے ہیں کہ مسلمان کہلانے والے ہوں مگر حقیقت میں اسلام سے خارج ہوں اس کی چند وجوہات ہیں مثلاً کسی بزرگ کے بارے میں غلو کرنا جیسا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا گیا یا جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما

السلام کے بارے میں عیسائیوں نے کیا ہے۔اسی طرح کسی بھی نبی یا نیک آدمی کے بارے میں ایسا غلو کہ اس میں الوہیت کی کچھ صفات مان لی جائیں اوراس سے مدد طلب کی جائے فریاد کی جائے رزق طلب کیا جائے یا خود کو اس کی پناہ میں دے دیا جائے اس طرح کے تمام کام شرک ہیں گمراہی ہیں اس کے مرتکب سے توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ کرلی تو صحیح ہے ورنہ اسے قتل کیا جائے گا۔اللہ نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں صرف اس مقصد کے لئے کہ صرف اس کی عبادت کی جائے اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کیا جائے جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو یا فرشتوں کو یا بتوں کو تو وہ ان کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ یہ خالق ہیں یا بارش برساتے ہیں یا نباتات اگاتے ہیں بلکہ وہ ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں یا ان کی قبروں کی عبادت کرتے ہیں یا ان کی تصویروں کی تاکہ وہ انہیں اللہ کے قریب کردیں اس کے ہاں اس کا مرتبہ بڑھادیں۔ **مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى**.(الزمر:٣) اور کہتے ہیں کہ **هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ**. (یونس:١٨)اور یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں ۔اللہ نے رسول مبعوث فرمائے تاکہ وہ ہر قسم کی عبادتِ غیر اللہ سے منع کردیں چاہے وہ دعا کی عبادت ہو یا فریاد کی ۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

" **قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا O اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ** " (بنی اسرائیل:٥٦-٥٧)

"کہہ دیجئے کہ بلاؤ ان کو جنہیں تم اللہ کے علاوہ کچھ سمجھتے ہو وہ تم سے نہ تو تکلیف دور کرسکتے ہیں نہ حالت بدل سکتے ہیں جو لوگ ان کو پکارتے ہیں وہ اپنے رب کے پاس وسیلہ تلاش کرتے ہیں"۔

سلف کی ایک جماعت نے کہا کہ کچھ قومیں تھیں جو مسیح علیہ السلام اور عزیز علیہ السلام اور ملائکہ کو پکارتی تھیں ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" **وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ** " (النحل:٣٦)

" ہم نے ہرامت میں رسول مبعوث کیا (جو ان سے کہتا تھا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو"۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

"**وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنَ**" .

''ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اسے وحی کی کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میری عبادت کرو''۔ (الانبیاء:۲۵)

یعنی ہر رسول توحید ثابت کرتا تھا اور اس کی تبلیغ کرتا تھا۔ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ماشاء اللّٰہ و شئت جو اللہ چاہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں۔تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أ جعلتنی للّٰہ ندا بل ماشاء اللّٰہ وحدہ کیا تم نے مجھے اللہ کا شریک بنالیا یہ کہو کہ جو اکیلا اللہ چاہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔من حلف بغیر اللّٰہ فقد أشرك جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا۔لعن الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجدًا ۔ اللہ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ان کے عمل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خبردار کرر ہے تھے دعا فرمار ہے تھے اللھم لا تجعل قبری وثنًا یعبد اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا کہ جس کی عبادت کی جائے۔اسی وجہ سے ائمہ اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں پر مسجدیں بنانا شرعًا جائز نہیں نہ ہی قبروں کے قریب نماز جائز ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بت پرستی کا سب سے بڑا ذریعہ وسبب قبروں کی تعظیم ہے۔اسی لیے علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس سلام پڑھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کو ہاتھ نہ لگائے نہ ہی اسے بوسہ دے اس لیے کہ یہ دونوں عمل صرف بیت اللہ کے ارکان کے لئے خاص ہیں لہٰذا خالق مخلوق میں مشابہت پیدا نہیں کرنی چاہیے یہ سب کچھ توحید ثابت کرنے کے لیے ہے توحید ہی دین کی بنیاد ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہیں کرتا توحید کو اپنانے والے کی بخشش ہوتی ہے اس کو ترک کرنے والا نہیں بخشا جاتا۔

فرمان رب تعالیٰ ہے۔

'' اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ'' (النساء:۴۸)

''اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک کیا جائے اس کے علاوہ بخشتا ہے جسے چاہے''۔

فرماتا ہے۔

'' وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا '' (النساء:۴۸)

''جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا''۔

یہی وجہ ہے کہ کلمہ توحید سب سے بہتر اور عظیم کلام ہے اور قرآن میں سب سے زیادہ عظیم المرتبت آیت آیۃ الکرسی

ہے۔اَللّٰہُ لَا اِلٰـہَ اَلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے قائم رہنے والا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔جس نے مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔الٰہ اس کو کہتے ہیں جسے دل معبود تسلیم کر لے عبادۃ کے لئے مدد، امید، اور خشیت الٰہی اور بزرگی وعظمت کے لئے۔

شیخ کی باتوں پر غور کریں اور ان لوگوں کے عقائد کا اندازہ کریں جو نبیوں اور ولیوں کو پکارتے ہیں ان سے مدد مانگتے ہیں فریاد کرتے ہیں شیخ کی باتوں کے بمطابق ان لوگوں سے بھی توبہ کروائی جائے گی اگر توبہ نہ کریں تو انہیں قتل کیا جائے اس طرح کے فتوے ان مشرکین کے کفر پر واضح دلالت کرتے ہیں اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان پر حجت قائم ہو چکی ہے اور کسی نبی یا ولی کے بارے میں غلو کرنا اس میں الوہیت کی کوئی صفت ماننا اسے الٰہ بنانا ہے اس لیے کہ الٰہ اس کو کہا جاتا ہے کہ انسان دلی طور پر اس کی عبادت کا قصد کرے اس سے دعائیں کرے اس سے ڈرتا رہے اس کی تعظیم کرے اگر چہ زبان سے یہ کہے کہ میں اسے صرف اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتا ہوں یہی باتیں مشرکین کی ہوتی تھیں اس پر آیات واضح طور پر دلالت کرتی ہیں۔شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن طاغوتوں کے لئے لوگ دور دراز کے سفر کر کے آتے تھے وہ تین تھے۔لات۔عزیٰ اور منات۔ان تینوں میں سے ہر ایک عرب کے کسی شہر کا طاغوت تھا ۔لات اہل طائف کا تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک نیک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے مکہ اور عرفات میں ستو گھولتا وہاں ایک درخت تھا جس کے پاس وہ دعائیں کرتے تھے اور ذبیحے کرتے تھے۔منات اہل مدینہ کا بت تھا وہ ساحل کے قریب قدید نامی مقام پر تھا۔اگر کوئی شخص مشرکین کے بارے میں یہ جاننا چاہتا ہو کہ وہ بتوں کی کس طرح عبادت کرتے تھے اور ان کا شرک کیا تھا جس کی اللہ نے مذمت کی ہے؟ شرک کی کتنی اقسام تھیں؟ تا کہ قرآن کا بیان اس کی سمجھ میں آسکے۔تو ایسے شخص کو چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب کے حالات کیا تھے ان کو معلوم کر لے خصوصًا ازرقی نے اخبار مکہ میں جو کچھ لکھا ہے اور دیگر علماء نے بھی کہ ایک درخت تھا جس پر ہتھیار لٹکاتے تھے اسے ذات انواط کہتے تھے تو کچھ لوگوں نے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بھی اس طرح کا درخت مقرر کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم تو پہلے والے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے یہی ان کا طریقہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی مشابہت سے ہی منع کر دیا کہ کسی خاص درخت کے پاس بیٹھا کریں اور اپنا اسلحہ اس پر لٹکایا کریں جب اتنی سی مشابہت ممنوع ہے تو ان کی مکمل پیروی کس طرح جائز ہو سکتی ہے؟ اسی طرح دمشق میں کچھ ایسے مقامات ہیں جیسے مسجد الکہف جس کے بارے میں مشہور ہے کہ علی بن ابی طالب رضی

اللہ عنہ وہاں اس وقت تک ٹھہرے رہے کہ اللہ نے ایک بت پرست کو ہدایت دی۔ اس طرح کے مقامات بہت سے شہروں اور ملکوں میں موجود ہیں۔ لات۔ عزی اور منات کے بارے میں شیخ رحمہ اللہ کی بات پر غور کریں اور اس عمل پر بھی جو دمشق وغیرہ شہروں میں ہوتا ہے اور ذات انواط کے بارے میں شیخ رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں؟ شیخ رحمہ اللہ کی یہ باتیں انتہائی مفید ہیں، آیت وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ (جو غیر اللہ کے نام پر مشہور ہو گیا ہو) کے بارے میں شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو چیز غیر اللہ کے لیے ذبح کی جائے چاہے اس کا نام لیا جائے یا نہ لیا جائے اس کا گوشت اسی طرح حرام ہے جس طرح مسیح وغیرہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ جس طرح کے ہم گوشت کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں اور اس پر بسم اللہ پڑھتے ہیں اس سے زیادہ پاکیزہ وہ ہوتا ہے جسے قربانی کے لئے اللہ کے قرب کی خاطر ذبح کیا جائے۔ نماز اور ذبیحے کے ذریعے اللہ کی جو عبادت کی جائے وہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ ہم کوئی کام شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھیں۔ غیر اللہ کی عبادت مدد مانگنے کی بنسبت بڑا کفر ہے لہٰذا اگر غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا اگر چہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو۔ جس طرح کہ موجودہ دور میں اس امت کے منافقین ایسا کرتے ہیں حالانکہ وہ مرتد ہیں ان کے ذبیحے کسی بھی صورت میں حلال نہیں ہیں۔ ایسے ذبیحے میں دو متضاد باتیں جمع ہوتی ہیں (بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا) مکے میں کئے جانے والے ذبیحے بھی اسی طرح کے ملغوبے ہوتے تھے۔ شیخ رحمہ اللہ کا کلام قابل غور ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والا کافر ہے مرتد ہے اس کا ذبیحہ جائز نہیں ہے اس لیے کہ اس میں دو باتیں جمع ہو گئی ہیں جو اسے حرام کرنے والی ہیں۔

1- یہ بالاجماع مرتد کا ذبیحہ ہے۔

2- غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

" قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ " (الانعام:١٤٥)

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے میں نہیں پاتا اس میں جو مجھے وحی کیا گیا حرام کسی بھی کھانے والے پر جو کچھ وہ کھاتا ہے سوائے اس کے کہ وہ مردار ہو یا بہتا خون یا خنزیر کا گوشت ہو یہ ناپاک ہے یا فسق جو غیر اللہ کے نام پر ہو''۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ''شرح المنازل باب التوبة'' میں لکھتے ہیں۔ شرک کی دو قسمیں ہیں اکبر اور اصغر شرک

اکبر کو اللہ کبھی معاف نہیں کرتا اِلّا یہ کہ توبہ کر لی جائے۔ شرک اکبر کا مطلب ہے اللہ کا ایسا شریک ٹھہرانا کہ جس کے ساتھ ایسی محبت رکھی جائے جیسی اللہ سے رکھی جاتی ہے یا اس سے زیادہ محبت کی جائے بلکہ اکثر مشرکین اپنے شرکاء سے اللہ کی بنسبت زیادہ محبت رکھتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی پر زیادہ غصے ہوتے ہیں بنسبت اللہ کی گستاخی کے ہم نے خود بارہا اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہ لوگ اکثر اپنے شرکا کا ورد کرتے رہتے ہیں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے۔ غمی خوشی خوف وامن میں اور سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے ہماری مرادیں پوری کروائیں گے اس طرح یہ لوگ اور بت پرست عقیدے وعمل میں یکساں ہیں۔ تمام مشرکوں میں یہی قدر مشترک ہے جو مشرکوں میں وراثتاً چلا آ رہا ہے صرف معبودوں کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ پہلے مشرکین کے معبود پتھر تھے موجودہ دور کے معبود بشر ہیں مشرکین متقدمین کی بات اللہ یوں بیان کرتا ہے۔

”وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ“. (الزمر:۳)

”جو لوگ اللہ کے علاوہ اولیاء کو پکارتے ہیں (کہتے ہیں) ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ کے ہاں مرتبے میں قریب کر دیں۔ اللہ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ہدایت نہیں کرتا اس کو جو جھوٹا اور ناشکرا ہو“۔

یہی حالت ان موجودہ مشرکین کی ہے جو کسی ولی کو اس لیے پکارتے ہیں کہ وہ انہیں اللہ کے قریب کر دے کتنا ہی معزز ہے وہ شخص جو اس طرح کے عقیدے سے محفوظ رہے اور جو اس عقیدے کا رد کرنے والوں سے دشمنی نہیں رکھتا وہ بھی قابل عزت ولائق احترام ہے۔ ان مشرکین کے دلوں میں یہ جو بات بیٹھ گئی ہے کہ یہ اولیاء وغیرہ اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے تو یہی بات دراصل شرک ہے جس کی اللہ نے اپنی کتاب میں تردید کی ہے اسے باطل قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ سفارش کا مکمل اختیار صرف اللہ کے پاس ہے۔

”قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا“. (بنی اسرائیل:٥٦)

”کہہ دیجئے ان لوگوں کو پکارو جن کے بارے میں تمہارا زعم ہے اللہ کے علاوہ۔ وہ تمہاری تکلیف دور کرنے اور تمہاری حالت بدلنے کی طاقت نہیں رکھتے“۔

" قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ، وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ." (سبا:۲۲-۲۳)

" کہہ دیجئے بلالو تم ان کو جن کے بارے میں تمہارا زعم ہے اللہ کے علاوہ وہ آسمانوں یا زمینوں میں ایک ذرے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی ان دونوں میں ان کا کوئی حصہ ہے، شراکت ہے نہ ہی ان میں سے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کے پاس سفارش فائدہ نہیں دیتی مگر جسے وہ اجازت دے"۔

اس طرح کی آیات قرآن میں بہت ساری ہیں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ان آیات میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو گذر چکے ہیں اب ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا یہی وہ غلط فہمی ہے جو کسی انسان کو قرآن سمجھنے سے روکتی ہے۔ جیسا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ اسلام کے کڑے ایک ایک کر کے ٹوٹتے جائیں گے جب اسلام میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو جاہلیت کو نہیں جانتے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص شرک کو نہیں پہنچانے گا جن چیزوں کو قرآن نے معیوب قرار دیا ہے جن کی مذمت کی ہے ان کی پہچان نہیں رکھے گا تو اس میں خود بھی مبتلا ہو سکتا ہے اسے پتہ ہی نہیں ہوگا کہ جو کام کر رہا ہوں اسی کو جاہلیت کہتے ہیں اس طرح وہ اسلام کا کڑا توڑے گا اور معروف منکر اور منکر معروف بن جائے گا۔ بدعت سنت اور سنت بدعت بن جائے گی۔ خالص توحید کو اپنانے والے کو لوگ کافر کہیں گے اور خالص سنت کی پیروی کرنے والے کو بدعتی شمار کریں گے یہ سب کچھ اہل بصیرت و بصارت کو واضح طور پر نظر آئے گا۔

شرک کی اقسام میں سے یہ بھی ہے کہ مُردوں سے منتیں مانگی جائیں ان سے مدد طلب کی جائے مصائب و پریشانیوں میں ان کی طرف توجہ کی جائے یہی دنیا میں اصل شرک ہے۔ مردہ شخص سے مدد مانگنا تو اس لیے نا سمجھی اور بے وقوفی ہے کہ اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے وہ اپنے فائدے یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو کسی اور کی کیا مدد کرے گا یا کسی کی کیا فریاد سنے گا یا کسی کی سفارش کرے گا۔ مُردوں کو سفارشی بنانا جہالت کے سوا کچھ نہیں اس لیے کہ اللہ کے ہاں کوئی بھی سفارش نہیں کر سکتا جب تک اللہ کی اجازت نہ ہو۔ اللہ نے کسی کی دعا یا سوال کو سفارش کا سبب نہیں بنایا ہے بلکہ سفارش کے لئے مکمل توحید ضروری ہے۔ مشرک شرک کر کے خود ہی سفارش کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرتا ہے۔ میت خود دوسروں کی دعاؤں کی محتاج ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلایا ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے

قبرستان میں جائیں تو وہاں مدفون لوگوں کے لئے اللہ سے عافیت ومغفرت کی دعا کریں مگر مشرکوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کے برعکس طریقہ ایجاد کرلیا ہے کہ مُردوں کے لیے دعا کے بجائے ان سے دعائیں مانگتے ہیں ان کے مزارات کی زیارت بطور عبادت کی کرتے ہیں ان کی قبروں کو بت بنالیا ہے ان کی پرستش کی جاتی ہے اس طرح یہ صرف شرک کا ارتکاب ہی نہیں کررہے ہیں بلکہ شرک کے ساتھ ساتھ دین کو بھی تبدیل کررہے ہیں اہل توحید سے دشمنی کررہے ہیں ان پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ موحدین مُردوں کی توہین کرتے ہیں ۔حالانکہ یہ خود جو خالقِ کائنات کی تنقیص وتوہین کررہے ہیں اس کی پرواہ نہیں کرتے ۔اللہ کے اولیاء یعنی موحدین سے دشمنی کرکے اللہ سے دشمنی کا ارتکاب کررہے ہیں اسی طرح یہ لوگ اللہ کے اولیاء کو اللہ کا شریک قرار دے کر ان کی بھی توہین کررہے ہیں یہ دعویٰ کرکے کہ یہ اولیاء ہمارے اس عمل سے خوش وراضی ہیں اور انہوں نے ہی ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔اس عمل کے مرتکبین ہر زمانے میں رسولوں کے دشمن رہے ہیں اور ان کے ساتھی وہم خیال بھی بہت سے لوگ ہوتے ہیں کیا خوب کہا تھا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے۔

”وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَعْبُدَ الْاَصْنَامَ ، رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ“.

(ابراھیم:۳۵-۳۶)

”(اے اللہ) مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے محفوظ رکھ میرے رب انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے“۔

اس شرک اکبر سے صرف وہی لوگ محفوظ ہیں جنہوں نے توحید کو خالص کیا ہے۔ہم ان مشرکین سے نفرت کرکے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں۔شیخ رحمہ اللہ کی باتیں قابل غور ہیں جن میں وہ فرماتے ہیں کہ مُردہ لوگوں کو پکارنا ان سے مدد مانگنا اللہ کے ہاں سفارش کرنے کے لئے ان سے التجائیں کرنا شرک اکبر ہے جس کے رد کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا تھا جو اس قسم کے شرک سے توبہ نہ کرے وہ کافر ہے اس سے دشمنی کرنا قتال کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد تھا۔شرک اکبر کا ارتکاب ہمارے زمانے میں ہورہا ہے۔لوگوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تبدیل کردیا ہے ان اہل توحید سے دشمنی شروع کررکھی ہے جو انہیں تبلیغ کرتے ہیں کہ عبادت صرف ایک اللہ کی کرو اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک مت کرو۔شیخ صاحب رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس شرک سے محفوظ رہنا اس دور میں کتنا مشکل ہے اور پھر اہل شرک سے دشمنی اور بھی مشکل ہے۔شرک سے وہی شخص نجات حاصل کرسکتا ہے جو

مشرکین سے عداوت رکھے۔ اسلام صرف اسی صورت میں قائم ودائم رہ سکتا ہے جب اہل شرک سے دشمنی رکھی جائے ۔ جو شخص ان سے دشمنی نہیں رکھتا وہ انہی کا ساتھی ہے اگر چہ خود شرک نہ بھی کرتا ہو۔

شیخ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب زادالمعادفي هدى خير العباد میں غزوۂ طائف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس غزوہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر طاغوتوں اور شرک کے مقامات ختم کرنے کی طاقت ہوتو پھر انہیں باقی رکھنا جائز نہیں ایک دن بھی اسے رہنے نہیں دینا چاہیے اس لیے کہ یہ شرک وکفر کے مقام ہیں یہی سب سے بڑے منکرات ہیں لہٰذا طاقت واستطاعت ہوتو انہیں فی الفور ختم کرنا ضروری ہے۔ یہی حکم قبروں کا ہے جن پر مزارات بنائے گئے ہیں اوران کو بت اور طاغوت بنا کر اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کی جاتی ہے۔ اسی طرح وہ پتھر یا درخت جن کی تعظیم کی جاتی ہو جن سے تبرک حاصل کیا جاتا ہو ان کے لیے نذریں مانی جاتی ہوں جنہیں چوما جاتا ہو ایسی کسی چیز کو روئے زمین پر رہنے نہیں دینا چاہیے یہ سب چیزیں دراصل لات ۔ منات اور عزی ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ شرک کا ذریعہ ہیں اگر چہ ان تمام طواغیت کے ماننے والے یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ یہ خالق ہیں، رازق ہیں، زندگی اور موت کے مالک ہیں بلکہ وہ طاغوتوں لات ۔ عزی اور منات کے لیے جو کام کرتے تھے موجودہ مشرکین وہی کام مزاروں ۔ درختوں اور پتھروں کے لیے کر رہے ہیں موجودہ مشرکین قدیم مشرکین کے ایک ایک عمل کی پیروی کر رہے ہیں انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ علم ختم ہونے اور جہالت غالب آنے کی وجہ سے اب شرک عام ہو گیا ہے اب معروف منکر اور منکر معروف بن گیا ہے سنت بدعت اور بدعت سنت قرار دی جارہی ہے۔ بچے اسی ماحول میں انہی اعمال وافکار کے ساتھ جوان ہورہے ہیں اور جوان بوڑھے ہورہے ہیں توحید کے آثار مٹتے جارہے ہیں اسلام کی اجنبیت بڑھ رہی ہے علماء کی تعداد روز بروز گھٹ رہی ہے بے وقوف زیادہ ہوتے جارہے ہیں حالات دگرگوں ہیں مایوسی شدید ہو چکی ہے لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے خشکی وتری میں بگاڑ وفساد برپا ہو چکا ہے۔ مگر ان تمام تر ناموافق ونامساعد حالات کے باوجود امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہوگی جو توحید پر قائم رہے گی اہل شرک وبدعت سے نبرد آزما رہے گی یہاں تک کہ اللہ اس زمین پر اس کے مستحق حکمران اور وارث نہ مقرر فرمادے۔

غزوۂ طائف سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ امام وقت مسلمانوں کا حکمران طاغوتوں اور مزارات کے لیے مختص کیا جانے والا مال جہاد میں اور مسلمانوں کی بھلائی کے کاموں میں صرف کر دے جس طرح کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لات اور عزی کے لیے وقف شدہ مال ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو دیا تالیف قلب کے لئے اور اس مال سے عروہ اور

اسود کا قرضہ چکا دیا یہی حکم ہے یعنی یہی کچھ مزارات وقبروں کے لیے وقف شدہ اموال کا ہے ان کے لیے مال وقف کرنا باطل ہے یہ مال ضائع ہے اس کا کوئی اجر وثواب نہیں ہے اس لیے کہ وقف صرف بستی وآبادی میں ہوسکتا ہے یہ متفقہ مسئلہ ہے اس میں ائمہ اسلام میں سے کسی امام نے اختلاف نہیں کیا ہے نہ ہی ان ائمہ کے متبعین نے اختلاف کیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ کی بات پر غور فرمائیں جس میں وہ فرماتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں قبروں اور مزاروں پر جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب وہی شرک اکبر ہے جو مشرکین مکہ کرتے تھے اور ان مزارات میں اکثر لات۔عزی اور منات کے برابر ہیں بلکہ ان سے بھی شرک کے لحاظ سے بڑھ کر ہیں۔امام صاحب رحمہ اللہ نے یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ موجودہ زمانے کے مشرکین جو کچھ کر رہے ہیں یہ وہی عمل ہے جو مشرکین مکہ کرتے تھے یہ انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں امام صاحب یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اکثر لوگ جہالت ولاعلمی کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہو رہے ہیں یہ بات قابل غور ہے۔

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ سے جب سوال کیا گیا کہ جو تاتاری کلمہ شہادت کا اقرار کرتے ہیں ان سے جنگ کرنی چاہیے یا نہیں؟ اس کے جواب میں شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہر فرقہ جو اسلامی شریعت کے ظاہری احکام کا التزام نہیں کرتے چاہے وہ تاتاری ہوں یا کوئی اور ان سے قتال کرنا چاہیے جب تک کہ وہ احکام شریعت کے پابند نہ ہو جائیں اگرچہ وہ کلمہ شہادت کا اقرار کرنے والے ہوں اور شریعت کے کچھ احکام کی پابندی بھی کرتے ہوں (مگر مکمل احکام کی پابندی نہ کرنے کی وجہ سے ان کے ساتھ قتال کیا جائے گا) جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ کیا تھا صحابہ کے بعد والے فقہاء بھی اس بات پر متفق ہیں۔اس معاملے پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بحث بھی کی تھی مگر پھر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اس بات پر متفق ہو گئے تھے کہ یہ اسلام کا حق ہے اس کی خاطر قتال کیا جا سکتا ہے یہی کتاب وسنت پر عمل ہے۔اسی طرح خوارج سے قتال کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند صحیح ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ یہ بدترین مخلوق ہیں اور برے کردار کے مالک ہیں حالانکہ تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کی بنسبت اور اپنے روزے ان کے روزوں کی بنسبت حقیر جانو گے معلوم ہوا کہ صرف اسلام کو تھامے رکھنا شریعت کے احکام پر عمل کیے بغیر قتال کو ساقط نہیں کرتا جب تک اللہ کے لیے خالص دین قائم نہ ہو جائے اور جب بھی جہاں بھی غیر اللہ کا دین ہو قتال واجب ہو جاتا ہے اگر کوئی

گروہ یا فرقہ شریعت کے فرائض میں سے کسی کی ادائیگی سے رک جائے مثلاً فرض نمازیں۔روزے۔زکاۃ۔حج یا قتل کی حرمت۔شراب۔زنا۔محرمات سے نکاح کی حرمت۔کفار سے جہاد کی فرضیت۔اہل کتاب پر جزیہ کے التزام وغیرہ سے رک جائے اگر چہ ان سب کا اقرار کرتا ہو پھر بھی اس کے ساتھ ان امور کی وجہ سے قتال کیا جائے گا یہ ایسا فتوی ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔علماء نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اگر ان امور سے رک جانے والا گروہ سنتوں میں سے بعض امور کے ترک پر اصرار کرے مثلاً فجر کی سنتیں۔اذان۔تکبیر وغیرہ تو ایسے گروہ کے خلاف قتال کیا جائے گا یا نہیں؟ البتہ جن واجبات اور محرمات کا ذکر پہلے ہوا ہے ان کے بارے میں قتال میں سے کو اختلاف نہیں ہے محققین کے نزدیک یہ لوگ باغیوں اور حکومت کے خلاف خروج کرنے والوں کی طرح نہیں ہیں جیسا کہ اہل شام نے علی رضی اللہ عنہ کے خلاف کیا تھا وہ امام کی اطاعت سے خارج ہو گئے تھے اور اس حکومت کے خاتمے کی کوشش کر رہے تھے جبکہ مذکورہ امور کے مرتکبین اسلام سے خارج ہیں مگر مانعین زکوۃ کی طرح اور خوارج کی طرح جن سے علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا تھا۔یہی وجہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ۔اہل شام اور اہل نہروان سے قتال میں فرق رکھا تھا ۔بصریین اور شامیین سے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائیوں والا برتاؤ رکھا جبکہ خوارج کے ساتھ اس کے برعکس رویہ رکھا تھا۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی نصوص موجود ہیں جن کی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ کے ساتھ مانعین زکوۃ سے جنگ کرنے پر اتفاق کیا تھا اور خوارج سے جنگ پر بھی سب متفق ہو گئے تھے۔ابن قیم رحمہ اللہ کی باتوں پر غور فرمائیں جن میں وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یا گروہ اسلام کے ظاہری احکام نماز۔روزہ۔حج۔زکاۃ سے رک جائے محرمات سے نکاح۔زنا۔قتل۔جوے۔شراب۔ومنشیات کی حرمت سے رک جائے انکار کردے تو اس کے خلاف اس وقت تک قتال کیا جائے گا جب تک دین اللہ کے لئے خالص نہ ہو جائے اور یہ گروہ اسلام کے تمام احکام کی پابندی نہ شروع کردیں اگر چہ یہ گروہ شہادتین کا اقرار کرتا ہو اور بعض احکام شریعت کی پابندی کرتا ہو پھر بھی ان کے خلاف قتال کیا جائے گا اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہو چکا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے علماء کا بھی اس پر اتفاق ہے یہ اتفاق کتاب وسنت پر مبنی ہے۔معلوم ہوا کہ صرف اسلام کو تھامے رکھنا اور اس کے کچھ احکام وشرائع پر عمل کرنا قتال کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا ابن قیم رحمہ اللہ کے فتوی کے آخر میں یہی مذکور ہوا ہے جہاں وہ اس گروہ کو مانعین زکاۃ وخوارج کے برابر قرار دیتے ہیں۔شیخ رحمہ اللہ زکاۃ کے کفر ے بارے میں کہتے ہیں کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ تم زکاۃ کے وجوب کے قائل ہو یا منکر یہ کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ سے منقول

نہیں ہے۔ابوبکر صدیق رضی اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اگر یہ لوگ وہ رسی بھی روک دیں گے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دیتے تھے تو میں اس پر بھی ان سے قتال کروں گا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قتال کے لئے شریعت کے حکم سے انکار ضروری نہیں ہے صرف عمل نہ کرنا عمل سے رک جانا کافی ہے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ مانعین زکاۃ میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو اس کے وجوب کا اقرار کرتے تھے دیتے نہیں تھے اس کے باوجود ان کے بارے میں خلفاء کی رائے متفقہ تھی یعنی ان سے قتال کرنا۔ان کے بچوں کو غلام بنانا ان کے اموال کو غنیمت کے طور پر لینا ان کے مقتولین کو جہنمی قرار دینا انہیں بالاتفاق مرتد قرار دینا۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی فضیلت یہ شمار کی جاتی ہے کہ وہ ان کے قتال پر ثابت قدم رہے اور دوسروں کو بھی دلائل سے اس پر قائل وآمادہ کیا۔مسیلمہ کذاب کی نبوت کا اقرار کرنے والے باتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کافر تھے ان سے قتال میں کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا تھا۔

یہ ان لوگوں کے لیے دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ اگر امام وقت سے جو لوگ قتال کریں گے انہیں کافر کہا جائے گا جو قتال نہیں کرتے انہیں کافر قرار دے کر قتل نہیں کیا جائے گا مگر ان لوگوں کے کفر اور ارتداد پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق کی بنیاد کتاب وسنت کے نصوص ہیں بخلاف اس شخص کے جو امام سے قتال نہیں کرتا جیسا کہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ابن جمیل نے زکاۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن جمیل اس بات کا بدلہ لے رہا ہے کہ وہ غریب تھا اللہ نے اسے غنی کر دیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن جمیل کو نہ کافر کہا نہ اس کے قتل کا حکم دیا کتب احادیث میں یہ روایت بہز بن حکیم کی روایت اپنے باپ سے موجود ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس نے زکاۃ سے انکار کر دیا ہم اس سے وصول کریں گے اور اونٹوں کا آدھا حصہ بھی۔امام ابن قیم رحمہ اللہ کی ان باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ جو گروہ امام کو زکاۃ دینے سے انکار کر دے اس کے خلاف قتال کیا جائے گا انہیں اسلام سے مرتد کافر قرار دیا جائے گا ان کے بچوں کو غلام بنایا جائے گا ان کے اموال کو بطور غنیمت لیا جائے گا اگر چہ وہ زکاۃ کے وجوب کا اقرار کرتے ہوں اور پانچوں نمازیں پڑھتے ہوں اور زکاۃ کے علاوہ دیگر شرائع اسلام پر عمل کرتے ہوں یہ سب کچھ قتال کی راہ میں مانع اور رکاوٹ نہیں بن سکتا۔کتاب وسنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہی کچھ ثابت ہوتا ہے شیخ رحمہ اللہ اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں فرماتے ہیں۔اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ واحمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ہم رتبہ امام ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی یا اللہ کی نازل کردہ شریعت میں سے کسی حکم کو رد کیا تو وہ شخص کافر ہے اگر چہ شریعت کے دیگر تمام احکام کا اقرار کرتا ہو۔سحنون رحمہ اللہ جو کہ مالکیہ کے امام ہیں کہتے ہیں علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی وہ کافر ہے اسے قتل کیا جائے گا اور اس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ابن المنذر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل علم کی اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا کسی نے ان سے سوال کیا کہ اس بارے یں احادیث ہیں؟ کہنے لگے ہاں۔ان میں سے ایک حدیث وہ ہے کہ ایک نابینا شخص نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والی) عورت کو قتل کیا تھا۔ابن عمر رضی اللہ کا فتویٰ ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی اسے قتل کیا جائے گا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھی یہی فتوی ہے۔عبداللہ کی روایت میں ہے کہ اس سے توبہ بھی نہیں کرائے جائے گی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے شخص کو قتل کیا تھا اور اس سے توبہ نہیں کروائی تھی۔

اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کی باتوں میں غور وفکر کرنی چاہیے کہ وہ اس بات پر اجماع نقل کر رہے ہیں کہ جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یا اللہ کو گالی دی یا اللہ کے دین میں سے کسی حکم کو رد کر دیا تو وہ کافر ہے اگر چہ بقیہ دین اسلام کا اقرار ہی کیوں نہ کرتا ہو۔اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کی زبان سے اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گالی نکلی وہ شخص کافر مرتد ہے اگر چہ وہ تمام شرائع اسلام کا اقرار کرتا ہو اور اگر چہ وہ مذاق میں گالی دے رہا ہو دل سے گالی دینے کا ارادہ نہ رکھتا ہو جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ جس نے اللہ کی آیات میں سے کسی ایک آیت کا مذاق اڑایا وہ کافر ہے۔تو پھر اللہ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مذاق میں گالی دینے والے کو کیوں کافر نہیں کہا جائے گا؟ یہی وجہ ہے کہ شیخ تقی الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمارے کبار علماء کا فتوی یہی ہے کہ جس نے اللہ کو قصدًا یا مذاق میں گالی دی وہ کافر ہے۔اللہ کا فرمان ہے۔

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ.(توبة:٦٥)

”کہدو کیا تم اللہ اس کی آیات کا اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو“۔

کہتے ہیں کہ یہی صحیح اور فیصلہ کن حکم ہے،اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کے کلام میں یہ بھی مذکور ہے کہ ”یا کوئی شخص

اللہ کے نازل کردہ دین میں سے کسی حکم کو رد کرے‘‘اس کا معنی ومطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں یا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی جو فرائض ،واجبات ،،مسنونات یا مستحبات میں کسی کو رد کر دے یہ جانتے ہوئے کہ یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہم تک پہنچا ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام سے منع کیا ہے اس کے باوجود اس حکم کو رد کر دے تو یہ شخص کافر مرتد ہے اگر چہ بقیہ شریعت کو مانتا ہو پھر بھی کافر ہے چاہے حکم سے انکار یا اس کا رد اپنی خواہش نفس کی بنا پر کرے یا عادت کی وجہ سے یا شہر والوں قوم قبیلہ کے رسم ورواج کی بنا پر ۔علماء نے یہی مطلب بیان کیا ہے اس قول کا اگر کسی ایسے مسئلے کا انکار کیا جس پر اجماع ہوا گر چہ فرعی مسئلہ ہو پھر بھی مرتد ہے اگر کسی نے بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت والے حکم یا (یہود کی طرح کپڑ الٹکائے رکھنے)اسبال سے ممانعت والے حکم کا انکار کیا یہ جانتے ہوئے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی ہے تو یہ شخص کافر ہے مرتد ہے اگر چہ وہ سب سے زیادہ عبادت گزار اور پرہیز گار ہی کیوں نہ ہو پھر اس شخص کے بارے میں کیا حکم لگانا چاہیے جو اللہ کی خالص عبادت کا انکار کرتا ہے اس ایک اللہ کو پکارنے اسی سے فریاد کرنے نذر،توکل وغیرہ سے انکار کرتا ہے یا دیگر عبادتوں میں سے کسی عبادت کو صرف اللہ کے لئے خالص کرنے سے انکار کرتا ہے ایسی عبادات جو صرف اللہ کا حق ہے کسی نبی یا فرشتہ کے لئے کرنا جائز نہیں وہ عبادت بھی ایک اللہ کے لئے کرنے سے انکار کر دے تو اس پر کیا حکم لگایا جائے ؟اللہ کے لئے عبادت خالص کرنا اسلام کے سب سے بڑے شعائر میں سے ہے لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہی ہے کہ جو شخص اس سے انکار کر دے خالص عبادت سے نفرت کرے اور خالص عبادت کرنے والوں سے عداوت ودشمنی رکھے انہیں خارجی کہے تو ایسا شخص حقیقی کافر ہے اس کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے اس وقت تک جب تک دین ایک اللہ کے لے خالص نہ ہو جائے اس پر علماء کا اجماع ہے۔علامہ ابن قیم رحمہ اللہ الاغاثۃ میں لکھتے ہیں۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔’میری قبر کو جشن اور میلے کا ذریعہ (عید)مت بناؤ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔اے اللہ میری قبر کو بت مت بنانا تا کہ جس کی پوجا ہوتی ہو۔اللہ کا غصہ اس قوم پر سب سے زیادہ ہو جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔قبروں کو میلے اور جشن وعرس کا مقام بنانے سے بہت سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جن سے ان لوگوں کو غصہ آتا ہے جن کے دلوں میں اللہ کی عظمت اور وقار موجود ہے جن کو توحید کا پاس واحساس ہے۔بے حس لوگ البتہ یہ دکھ محسوس نہیں کر سکتے ،قبروں پر میلے اور عرس منانے سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے چند خرابیاں یہ ہیں۔

قبروں کی طرف نماز پڑھنا۔ان کا طواف کرنا۔انہیں چومنا۔ان قبروں کی مٹی اپنے چہرے یا پیشانی پر ملنا۔ان قبروں میں مدفون اشخاص کو مدد کے لئے پکارنا۔ان سے دعائیں کرنا۔ان سے رزق روزی میں برکت۔بیماری سے شفاء۔قرضوں کی ادائیگی۔مصیبتوں سے نجات کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔جبکہ یہی وہ کام تھے جو بتوں کے پجاری بتوں کے لیے کرتے تھے۔ادنیٰ سا علم رکھنے والا بھی اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ بت پرستی کا راستہ اور ذریعہ روکنا اہم ترین کام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کے انجام سے اس لیے باخبر کیا ڈرایا جو کہ بت پرستی اور شرک کا ذریعہ بن سکتا تھا اس سے پناہ مانگی اللہ سے دعا کی۔جب انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانے پر لعنت کی گئی ہے تو ان کے لیے کیا حکم ہے جو باقاعدہ ارادہ کر کے دور دراز سے سفر طے کر کے ان قبروں کے پاس جاتے ہیں۔ایک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے اور دوسری طرف موجودہ لوگوں کا طرز عمل ہے دونوں بیک وقت نہیں کیے جا سکتے اس لیے کہ دونوں باہم متصادم اور متعارض ہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر کو مسجد بنانے سے منع کیا ہے اور اب لوگ قبروں پر ہی مساجد بنا رہے ہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر چراغ جلانے سے منع کیا ہے جبکہ لوگ باقاعدہ چراغ اور بتیاں لگانے کے لئے چندے لیتے ہیں اور چندے دیتے ہیں بلکہ اوقاف کا محکمہ ہی ان مقاصد کے لئے وجود میں لایا گیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو جشن و میلے کی جگہ بنانے سے منع کیا ہے جبکہ لوگ سال میں کئی کئی میلے لگاتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو زمین کے ساتھ برابر کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ اب لوگ قبریں اونچی کرتے جا رہے ہیں ان پر عمارتیں اور گنبد و قبے بنا رہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پکی کرنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔قبروں پر کچھ لکھنے سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے جیسا کہ ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔جابر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کے علاوہ کچھ اور ڈالنے اور بنانے سے منع کیا ہے (ابوداؤد) جبکہ لوگ اب مٹی کے علاوہ سیمنٹ، بلاک، سنگ مرمر، ٹائلز وغیرہ لگاتے ہیں کتبے لگاتے ہیں جن پر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔اب تو حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ یہ گمراہ اور مشرک لوگ ان قبروں اور مزاروں پر حج کرتے ہیں اور اس کے لیے باقاعدہ کتابیں لکھی گئی ہیں جن کا عنوان ہے مناسک حج المشاہد۔یعنی مزارات پر حج کرنے کے مناسک۔ہر مسلمان جانتا ہے کہ یہ عمل اسلام سے علیحدگی اور بت پرستی میں داخل ہونے والا عمل ہے۔اللہ کی شریعت اور موجودہ لوگوں کی بنائی ہوئی شریعت میں کتنی دوری اور کتنا فرق ہے؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا ہے تاکہ اس سے آخرت کی یاد آتی رہے اور زیارت کرنے والے کو حکم دیا ہے کہ اہل قبور کے لئے دعا کرے قبرستان میں اس کے علاوہ کچھ نہ کہے اور نہ کچھ کرے۔ مگر موجودہ دور میں قبروں کی جو زیارت کی جاتی ہے کیا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہدایت اور عمل کا کسی قسم کا شائبہ نظر آتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اب جو مشرک اور بدعتی لوگ قبرستانوں میں جو کچھ کررہے ہیں یہ مکمل طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے طریقے کے برعکس اور متضاد ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے کہ اس امت کے متاخرین اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتے جب تک اصلاح کا وہ طریقہ نہ اپنالیں جو امت کے پہلے اور ابتدائی لوگوں نے اپنایا تھا۔ مگر افسوس کہ جب بھی امتوں میں انبیاء کے دین سے تعلق کمزور ہوا ہے تو امت نے اہل شرک و بدعت کے طریقوں کو مضبوطی سے تھاما ہے۔ اسلاف نے توحید کو ہمیشہ خالص کیا ہے یہاں تک کہ جب ان میں سے کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھتا تو پھر قبر کی دیوار کی طرف بیٹھ کر دعا مانگتا۔ ائمہ اربعہ نے کہا ہے کہ دعا کے لئے قبلہ رخ ہونا چاہیے اس لیے کہ یہ عبادت ہے اور دعا قبر کے پاس نہیں مانگنی چاہیے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اب وہ زندوں کی طرف سے دعا کا محتاج ہوتا ہے اسی لیے نماز جنازہ میں میت کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں نماز جنازہ کا مقصد ہی میت کے لیے استغفار کرنا ہے دعا کرنا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میت کے دفنائے جانے کے بعد قبر کے پاس کھڑے ہوتے اور حاضرین سے کہتے کہ اس میت کے لئے دعا کرو کہ یہ سوال و جواب کے بارے میں ثابت قدم رہے اب اس سے سوال و جواب ہورہے ہیں۔ مگر اب اہل بدعت نے وہ حکم اور طریقہ تبدیل کردیا ہے جو انہیں شریعت نے دیا تھا اب میت کے لئے دعا کرنے کے بجائے اس سے اپنے لیے دعا مانگتے ہیں اس سے سفارش کی درخواستیں کرتے ہیں۔ شریعت نے زیارت قبور کی اجازت دی تھی تاکہ میت کے لئے دعا کی جاتی رہے اب زیارت میت سے کچھ مانگنے کے لئے زیارت کرتے ہیں دعا جیسی عبادت قبروں اور مزارات میں بجالاتے ہیں حالانکہ عبادت کا صحیح مقام مسجد ہے۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے "تستر" فتح کرلیا تو ہمیں ہرمزان کے شاہی خزانے میں ایک چارپائی پر مردہ شخص پڑا ملا جس کے سرہانے کتاب رکھی تھی ہم نے وہ کتاب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کعب کو بلایا انہوں نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا میں پہلا شخص تھا جس نے وہ کتاب پڑھی جس طرح میں قرآن پڑھتا ہوں۔ اس کتاب میں تم لوگوں کی سیرت

وکردار سے متعلق لکھا تھا تمہارا لہجہ۔طرز کلام اور جو کچھ بعد میں پیش آنے والا ہے سب لکھا تھا (اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ اس آدمی کا تم لوگوں نے کیا کیا؟ ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم نے دن کو اس شخص کے لیے دن میں ۱۳ قبریں کھودیں اور جب رات ہوئی تو اسے ایک قبر میں دفن کیا اور تیرہ کی تیرہ قبروں کو بھر دیا سب کو برابر کر دیا تا کہ لوگوں سے اسے چھپالیں تا کہ لوگ اس کی لاش نہ نکال سکیں میں نے پوچھا کہ وہ لوگ لاش کس لیے نکالتے؟ ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کے ہاں جب بارش نہیں ہوتی تھی تو وہ لوگ یہی چارپائی کھلے آسمان کے نیچے رکھ دیتے تو بارش ہو جاتی تھی میں نے پوچھا کہ تمہارے خیال میں وہ آدمی کون تھا؟ ابوالعالیہ رحمہ اللہ نے کہا وہ دانیال علیہ السلام کی لاش تھی میں نے پوچھا ان کا انتقال کب ہوا تھا؟ کہنے لگے تین سو سال قبل میں نے پوچھا اس کے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی؟ کہا نہیں صرف گدی کے کچھ بال خراب ہو گئے تھے۔انبیاء علیہم السلام کے جسم کو نہ تو مٹی کھاتی ہے نہ ہی اسے درندے کھاتے ہیں۔اس واقعہ سے انصار ومہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایک عمل کا پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے دانیال علیہ السلام کی قبر کو بے نشان وگمنام رکھا تا کہ لوگ اس کی وجہ سے شرک و فتنے میں مبتلا نہ ہوں۔اگر یہ لاش ہمارے اس دور میں دریافت ہوتی تو موجودہ مشرکین اس کے حصول اور اس کو مزار بنانے کے لئے باہم کشت وخون کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ان لوگوں نے تو ہرایرے غیرے کی قبر پر مزار بنا رکھے ہیں اور بتوں کی طرح ان مزاروں کے لئے بھی مجاور مقرر کر رکھے ہیں جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے کم تر عمل کی بھی مذمت کرتے تھے اسے ختم کرتے تھے جیسا کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو کسی خاص مقام کی طرف آتے جاتے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جاتے ہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ ایک مسجد ہے جس میں کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی یہ لوگ وہاں جا کر نماز پڑھ کر واپس آجاتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سے پہلے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے کہ وہ انبیاء کے اٹھنے بیٹھنے آرام کرنے کے مقامات تلاش کرتے اور وہاں گرجے وعبادت خانے بنالیتے تھے ۔اس مسجد میں اتفاقاً اگر کسی کو نماز مل جائے تو پڑھ لیا کرے اگر نماز کا وقت نہ ہو تو انتظار نہ کرے آگے گزر جائے خاص اس میں نماز کی نیت سے نہ جائے۔اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو منع کیا تھا جب انہوں نے ذات انواط درخت کا مطالبہ کیا تھا۔جب کسی درخت کے پاس ٹھہرنا اس پر تلواریں ٹانگنا اسے معبود بنانا تصور ہوتا ہے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی عبادت نہیں کر رہے تھے نہ ہی اس سے کچھ مرادیں مانگ رہے تھے تو پھر اس کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو قبر پر مجاور بن کر بیٹھا رہے یا قبر کے گرد طواف کرے دعائیں کرے حاجتیں

مانگے ۔ذات انواط میں سے وہ کون سا شرک تھا جو اس طرح کی قبر میں نہیں ہے؟ کیا اہل شرک وبدعت اس کی وضاحت کریں گے۔

جو بھی شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے واقف ہو اور موجود اہل شرک وبدعت کے افعال واعمال سے بھی واقف ہو وہ سمجھ جائے گا کہ ہمارے اسلاف اور موجودہ اس قسم کے مسلمان کہلانے والوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔صحیح بخاری میں ام الدرداء رحمہا اللہ سے روایت ہے کہتی ہیں ایک دفعہ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ گھر میں غصے کی حالت میں داخل ہوئے ۔میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگے اللہ کی قسم اب ان لوگوں میں مجھے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے کچھ نظر نہیں آ رہا سوائے اس کے کہ یہ لوگ نمازیں اکھٹی پڑھتے ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کی باتیں قابل توجہ ہیں جن میں وہ صراحت کرتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں بت پرستی شروع ہو چکی ہے ۔دانیال علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے زمانے میں واقعہ ہوتا تو لوگ لڑ جھگڑ کر اس لاش کو حاصل کرتے اور پھر اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ۔کہتے ہیں اب تو لوگوں نے قبروں اور مزاروں کو ہی بت بنالیا ہے ان کی عبادت کرتے ہیں۔شیخ رحمہ اللہ کی باتوں سے زمانہ حال کے اکثر لوگوں کی حالت کی وضاحت ہو رہی ہے کہ کس طرح لوگ غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں غیر اللہ سے ہی دعائیں کرتے ہیں مصائب ومشکلات میں غیر اللہ کو پکارتے ہیں بڑی سے بڑی تکلیف یہاں تک کہ سمندر کے سفر میں بھی اللہ کے بجائے اوروں کو پکارتے ہیں حالانکہ پہلے کے مشرک سمندری سفر میں صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

" فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ". (عنکبوت:٦٥)

"جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو صرف ایک اللہ کو پکارتے ہیں اس کے دین کو خالص کرتے ہوئے۔جب (وہ اللہ) انہیں نجات دے کر خشکی تک لے آتا تو پھر شرک کرنے لگ جاتے ہیں"۔

دوسری جگہ مذکور ہے۔

" قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰـكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَاتُشْرِكُوْنَ".

"کہہ دیجئے مجھے بتلاؤ اگر تمہارے پاس اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آجائے کیا تم اللہ کے علاوہ کسی

اور کو پکارو گے ؟اگر تم سچے ہو (تو جواب دو) بلکہ تم صرف اسی اللہ کو پکارو گے وہ تمہاری مصیبت دور کرے گا جس کے لیے تم اسے پکارو گے اگر چاہے گا اور تم بھول جاؤ گے ان کو جنہیں تم شریک بناتے تھے"۔ (الانعام: ٤٠-٤١)

ان آیات میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے کے مشرکین مصائب و تکالیف میں صرف اللہ کو پکارتے تھے جبکہ ہمارے دور کے مشرکین کا طرز عمل بھی ہمارے سامنے ہے اس طرح اسلام سے ناواقفیت کا بھی بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے جب علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنے دور کی تصویر اس طرح سامنے لاتے ہیں ان کے دور میں شرک اس حد تک پہنچ چکا تھا تو پھر اب ہمارے دور میں اس کی حد کہاں تک گئی ہوگی اس کا اندازہ ابن قیم رحمہ اللہ کے زمانے سے موازنہ کرنے سے ہو جاتا ہے۔ابن قیم رحمہ اللہ کے زمانے کی بنسبت ہمارے موجودہ زمانے کی حالت میں بہتری تو نہیں آئی نہ ہی آسکتی ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جیسا جیسا زمانہ گزرتا جائے گا بد سے بدتر زمانہ ہی آئے گا ۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی اب صحیح ثابت ہوئی ہے کہ اب جو شرک و بدعت ہے اس سے پہلے کسی نے تصور بھی نہ کیا ہوگا۔یہی وہ فتنہ ہے جس کے بارے میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا" کہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم پر ایسے فتنے آجائیں گے کہ (مسلسل رہیں گے)اسی میں بچے جوان اور جوان بوڑھے ہوں گے جب سنت (رسول صلی اللہ علیہ وسلم) تبدیل ہو جائے گی (تو تبدیل شدہ) کو لوگ سنت بنالیں گے۔ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں لوگ اب تیروں اور پانسوں کے کاموں میں پھر مبتلا ہو گئے ہیں اس طرح شرک بھی کر رہے ہیں اور علم غیب جو کہ صرف اللہ کا خاصہ ہے اسے معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں عمل کے لئے شرک کو اور علم کے لئے خلاف اسلام ذریعے کو اپنا لیا ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے دانیال علیہ السلام کی قبر کو لوگوں سے مخفی رکھا۔جب آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ جس درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی تھی لوگ اس درخت کی زیارت کے لیے وقتاً فوقتاً جاتے رہتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر اس درخت کو کٹوا دیا۔عیسیٰ بن یونس رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ واقعہ ہمیں نافع رحمہ اللہ سے ابن عون رحمہ اللہ کے ذریعے سے پہنچا ہے ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کے ساتھ جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور جس کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی یہ سلوک کیا تو پھر دیگر درختوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے یہ ہر ذی شعور و ذی فہم سمجھ سکتا ہے اس درخت کو کاٹنے سے بھی بڑھ کر ایک عمل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا یعنی مسجد

ضرار کو منہدم کیا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد بھی اگر فساد کا سبب بن رہی ہو تو اسے منہدم کیا جا سکتا ہے اور اگر مسجد ضرار سے زیادہ کوئی عمارت فساد کا سبب بن رہی ہو تو اسے بدرجہ اولیٰ منہدم کرنا چاہیے جیسے کہ قبروں پر قبے اور عمارتیں۔ جب ان پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے تو پھر ان کے منہدم کرنے میں ذرا سی تاخیر بھی نہیں کرنی چاہیے اللہ اپنے دین کی مدد کے لیے ضرور کسی نہ کسی شخص کو ہمت دیتا ہے جیسا کہ دمشق میں اس طرح کے بہت سے قبے تھے ان کے انہدام کی توفیق شیخ الاسلام رحمہ اللہ اور حزب الموحدین کو اللہ نے دی حالانکہ عوام الناس کا عقیدہ تھا یہ مزارات اور قبوں والے نذر و نیاز قبول کرتے ہیں اور ان کی نذر ماننے والوں کو اللہ کے قریب کرتے ہیں۔ اسی طرح سلف نے اس پتھر کو چھونے سے بھی منع کیا ہے جو مقام ابراہیم پر ہے جس کے پاس نماز پڑھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس پتھر کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے چھونے کا حکم نہیں دیا۔ اس امت نے زبردستی ایسے امور ایجاد کر لیے ہیں جو پہلے نہیں تھے اس دور کا سب سے بڑا فتنہ قبر پرستوں کا فتنہ ہے یہ بنیاد ہے بت پرستی کی جیسا کہ سورہ نوح میں اللہ نے ذکر کیا ہے۔

"وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا".

"یہ کہتے ہیں ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق اور نسر کو"۔

(نوح:۲۳)

سلف نے لکھا ہے کہ یہ تمام نام قوم نوح علیہ السلام کے نیک اور صالح آدمیوں کے تھے جب وہ مر گئے تو لوگ ان کی قبروں پر مجاور بن کر بیٹھ رہے پھر کچھ عرصہ بعد ان کی تصویریں بنائیں مجسمے تراشے پھر کافی عرصہ بیت جانے کے بعد انہوں نے ان کی پوجا شروع کر دی حالانکہ نیک اور صالح لوگوں کی تعظیم یہ ہے کہ ان کا کہا مانا جائے جس دین کی طرف انہوں نے دعوت دی ہو اس دین کی اتباع کی جائے تعظیم یہ نہیں ہے کہ ان کی قبروں پر عرس و میلے منعقد کئے جائیں اس طرح کرنے سے لوگ شریعت سے دور ہو جاتے ہیں اور بدعت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اللہ کا کلام غور سے سنتا ہے اور اسے کچھ لیتا ہے تو بدعات اور آراء و اقوال سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے کلام سے دور ہوتا ہے تو وہ بے مقصد و بے فائدہ امور میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جس طرح کوئی شخص جب اپنے دل کو اللہ کی محبت وخشیت سے آباد کر لیتا ہے اس میں اللہ کا توکل بٹھا دیتا ہے تو وہ غیر اللہ کی محبت خشیت اور توکل سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ اللہ کی محبت سے منہ موڑنے والا دیگر چیزوں کا پرستار و عبادت گزار ہے چاہے وہ مانے یا نہ مانے۔ جو شخص اتباع سنت سے اعراض

کر لیتا ہے وہ بدعتی ہے چاہے تسلیم کرے یا نہ کرے۔قبروں کے پاس انجام دیئے جانے والے بدعتی امور کی کئی اقسام ہیں ان میں سے شرک یعنی خاص طور پر میت کو پکارنا اس سے دعائیں کرنا جیسا کہ اکثر قبر پرست کرتے ہیں یہ لوگ بت پرستوں کی قسم میں سے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ شیطان ان کے سامنے میت کی صورت وشکل میں آتا ہے جس طرح کہ بت پرستوں کے سامنے آتا ہے۔جیسا کہ مشرکین اور اہل کتاب کے سامنے آتا ہے۔اسی طرح قبروں پر کئے جانے والے غلط کاموں میں سے قبروں کو بوسہ دینا اور ہاتھوں سے چھونا ہے۔دوسری قسم کا غلط کام جو قبروں پر ہوتا ہے وہ ہے قبر کے پاس اللہ کو پکارنا یہ کام متاخرین مشرکین کرتے ہیں یہ بالاتفاق بدعت ہے۔تیسرا غلط کام ہے یہ سمجھنا کہ قبر کے پاس دعا کرنا مستحب ہے اور مسجد کی بنسبت مزار کے پاس دعا کرنا زیادہ بہتر ہے اس لیے وہ قبروں کے پاس جاتے ہیں یہ بھی بالاتفاق منکرات میں سے ہے اس کے منکر ہونے میں کسی عالم کا اختلاف نہیں ہے اس دور میں بہت سے لوگ یہ کام کر رہے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اکثر لوگ بت پرستی کے فتنے میں مبتلا ہو چکے ہیں اس فتنہ سے صرف وہ لوگ محفوظ ہیں جو ابراہیم علیہ السلام کے یکطرفہ دین کو اپنائے ہوئے ہیں۔نوح علیہ السلام کی قوم سے بت پرستی اس کے لیے عبادت خانے بنے ہیں اس بارے میں بہت سی کتب لکھی گئی اس لئے امام الحنفاء جناب ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی۔

”وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ اَنْ نَعْبُدَ الْاَصْنَامَ ، رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ“.

(ابراھیم:۳۵-۳۶)

”(اے اللہ) مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے محفوظ رکھ میرے رب انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے“۔

بہت سے لوگوں کی گمراہی اس حدیث سے بھی ثابت ہوتی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔”ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے افراد جہنم میں جائیں گے“۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

” فَاَبٰى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا “. (بنی اسرائیل:۸۹)

”اکثر لوگوں نے انکار کیا مگر ناشکری کا (یعنی اکثر لوگ ناشکرے ہیں)“۔

فرمان ہے۔

" وَاَنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ ". (۱۱٦)

''اگر آپ بہت سے اہل زمین کی پیروی کریں گے تو یہ آپ کو اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے''۔

فرماتا ہے۔

" وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ". (یوسف:۱۰۳)

''اگر آپؐ چاہیں بھی تو اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے''۔

"وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِيْنَ". (الاعراف:۱۰۲)

''ان میں سے اکثر کو ہم نے عہد پر قائم نہیں پایا۔ اکثر کو فاسق پایا''۔

اگر بتوں کی عبادت کا فتنہ نہ ہوتا تو ان کے اکثر پجاری اپنا مال۔اولاد اور جانیں ان بتوں پر قربان نہ کرتے۔حالانکہ یہ اپنے بت پرست بھائیوں کی ذلت ورسوائی اوران پر نازل ہونے والی مصائب ومشکلات کو دیکھتے ہیں مگر پھر بھی ان کے دلوں میں بتوں کی محبت بڑھتی ہے تعظیم میں اضافہ ہوتا ہے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین وتاکید کرتے رہتے ہیں۔شیخ رحمہ اللہ کی ان باتوں پر غور کریں جو انہوں نے قبے اور پکی قبروں کے بارے میں کی ہیں انہیں فورًا منہدم کر دینا چاہیے یہ مسجد ضرار سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں جس مسجد کے بنانے والوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا تھا۔

" وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ مَنْ قَبْلُ". (التوبة:۱۰۷)

''جن لوگوں نے مسجد کو تکلیف کفر اور مؤمنوں کے درمیان تفرقہ کا ذریعہ بنالیا ہے اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مخالفین کے لیے کمین گاہ کے طور پر''۔

اللہ نے اپنے رسول کو اس مسجد کو گرانے اور جلانے کا حکم دیا اور اس میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔اللہ اپنے دین کی نصرت کے لئے کسی نہ کسی شخص کو پیدا کر دیتا ہے مثلاً دمشق میں جب اس طرح شرک کے مراکز بنے تو اللہ نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور حزب الموحدین کو توفیق ان شرکیہ مراکز کو منہدم کرنے کی انہوں نے دمشق میں ایسی بہت چیزوں کا قبوں،مزاروں کا خاتمہ کیا لوگ جن کی عبادت کرتے تھے ان کے لیے نذر نیاز کرتے تھے حالانکہ نذر ایک عبادت ہے جو صرف اللہ کے لیے کرنی چاہیے۔

"يُوفُونَ بِالنَّذْرِ". (دھر:۷)

نذر پوری کرتے ہیں"۔

"وَمَا أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ". (البقرۃ:۲۷۰)

"تم جو کچھ خرچ کرو یا نذر مانو"۔

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ نذر عبادت ہے اور جو شخص غیر اللہ کے لئے نذر مانتا ہے وہ اللہ کی عبادت میں شرک کرتا ہے۔اسی طرح اللہ نے ہمارے دور (۱۲۰۰ھ) میں ایک شخص کو توفیق دی ہے دین کی نصرت کی اور صراط مستقیم ان کے ذریعے سے واضح ہوا وہ صراط مستقیم جو نبیوں۔صدیقین۔شہداء اور صالحین کا راستہ ہے۔ان کے ذریعے سے اللہ نے شرک اور بت پرستی کا خاتمہ کیا ارض نجد کو تمام گمراہیوں اور سرکشیوں سے پاک کیا کفر کا خاتمہ کر دیا اللہ نے بت پرستی کا خاتمہ ان کے اور ان کے موحدین متبعین کے ہاتھوں کیا جو کہ اللہ کا کامیاب لشکر تھا۔محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ سے پہلے نجد کے ہر شہر میں بت تھے۔درخت تھے اللہ کے علاوہ جن کی پرستش ہوتی تھی۔ان کے لئے نذر و نیاز ہوتے تھے ذبیح کئے جاتے تھے اللہ سے بڑھ کر ان کی تعظیم کی جاتی تھی ان شرک کے ذرائع میں سے زید بن الخطاب کی قبر تھی جبیلہ کے مقام پر۔ایک درخت تھا درعیہ شہر کے قربوۃ مقام پر۔ایک درخت طرفیہ میں تھا۔ایک مقدس غار تھا جو بنت الامیر کے نام سے منسوب تھا یہ بھی درعیہ شہر میں تھا۔ایک قبر تھی جسے قبر المغربی کہا جاتا تھا۔سب سے بڑھ کر جو عبادت کی جاتی تھی وہ تاج اور شمسان کی تھی حالانکہ یہ لوگ اعتراف کرتے تھے کہ یہ دونوں فاسق وفاجر تھے مگر اس کے باوجود کہتے تھے کہ ان کے گناہ ان کے لئے نقصان دہ نہیں ہیں اس لیے کہ یہ اللہ کے ولی ہیں اللہ سے زیادہ لوگ ان دونوں سے ڈرتے تھے۔اس طرح کچھ لوگ جنات کو پکارتے تھے۔ان کے لئے ذبیح کرتے تھے اس ہر شہر میں شرک کے ذرائع موجود تھے اللہ نے یہ سب کچھ شیخ الاسلام رحمہ اللہ کے ہاتھوں ختم کرا دیا۔ان کے ذریعے سے اللہ نے لوگوں پر حجت قائم کی۔تمام دشمنان توحید کو توحید کی پہچان کروائی ان لوگوں نے اقرار کرلیا کہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح دین یہی ہے اور جس طریقے پر یہ لوگ عمل پیرا تھے وہ شرک تھا مگر ان سب کے باوجود نہ لوگ شیخ سے نفرت اور عداوت میں زیادہ ہوگئے۔ان سے دشمنی کرنے اور انہیں ختم کرنے کی کوشش کرنے لگے یہ سب کچھ صرف اس حسد کی وجہ سے تھا جو ان لوگوں کے دلوں میں اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اللہ نے شیخ رحمہ اللہ کو ان تمام مخالفین پر غلبہ عطا فرمایا اس کی مدد فرمائی ان کے متبعین کو ان کے مخالفین پر غالب کیا۔مخالفوں اور دشمنوں کو رسوا کیا باوجودیکہ شیخ رحمہ اللہ کے ساتھی کمزور تھے قلیل

تعداد میں تھے اور مخالفین کی تعداد بھی زیادہ تھی قوت بھی زیادہ تھی۔ مگر اللہ نے شیخ رحمہ اللہ کے ذریعے سے تمام اہل نجد کو اسلام میں داخل کیا انہوں نے اسلام کو سمجھا اسے اختیار کیا شیخ رحمہ اللہ کی بات پر ان کے ہاتھ پر متفق ہو گئے شہروں اور دیہاتوں کے سب لوگ ان کی ذات پر متفق ومتحد ہو گئے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں میں ہمیشہ کے لئے اتفاق واتحاد پیدا کر دے یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے۔

استغاثہ (فریاد) عبادات کی بنیاد اتباع پر ہے بدعت پر نہیں ہے لہٰذا کسی شخص کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسی شریعت بنائے جس کی دلیل اللہ کی طرف سے نہ ہو۔ اللہ کا فرمان ہے۔

"اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ". (الشوریٰ: ۲۱)

"کیا ان لوگوں کے ایسے شریک ہیں جو ان کے لیے وہ شریعت بناتے ہیں جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی"۔

صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں تھا تو وہ کام یا عمل مردود ہے"۔ صحیح حدیث قدسی ہے اللہ فرماتا ہے۔

[میں شریکوں کے شرک سے بری ہوں جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ کسی کو شریک کر لیا تو میں اس کو اور اس کے شرکیہ عمل کو چھوڑ دیتا ہوں اس کا سارا عمل اس کے شریک کے لئے ہے]

اسی لیے فقہاء نے کہا ہے کہ عبادات ساری توقیفی ہیں جیسا کہ صحیحین میں عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا تھا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دے رہے تھے تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے ان سے محبت اور انہیں دوست رکھنے کی تاکید کی ہے۔ اللہ نے ہمارے لئے ہدایت، مغفرت اور جنت میں داخلے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومحبت کو شرط قرار دیا ہے۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ". (آل عمران: ۳۱)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت رکھے گا تمہارے گناہ معاف کر دے گا"۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

" وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا". (النور:٥٤)

"اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پر ہو گے"۔

نیز فرماتا ہے۔

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ". (النساء:١٣)

"جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے"۔

قرآن میں اس طرح کے ارشادات کثیر تعداد میں موجود ہیں۔اس معاملے میں کسی کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ سنت اور سلف صالحین کے طریقے سے روگردانی کرے۔خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے پاس دو بڑے اصول ہیں۔

1- یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

2- ہم اللہ کی عبادت اس طریقے پر کریں جو اس نے ہمیں بتلایا ہے۔ہم عبادت کے لئے خود ساختہ طریقے ایجاد نہ کریں۔

یہ دونوں اصول کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ سے مستنبط ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا". (هود:٧)

"تاکہ (اللہ) تمہیں آزمائے کہ تم میں کون بہتر عمل کرنے والا ہے"۔

فضیل بن رحمہ اللہ کہتے ہیں۔احسن عمل سے مراد خالص اور صحیح طریقہ پر کیا گیا عمل۔اگر عمل خالص ہو مگر صحیح طریقے پر نہ ہو تو قبول نہیں ہوگا اور اگر صحیح طریقہ پر کیا ہو مگر خالص نہ تو پھر بھی قبول نہیں ہوگا۔خالص کا مطلب ہے کہ صرف اللہ کے لئے کیا گیا ہو اور صحیح کا مطلب ہے کہ سنت طریقے پر کیا گیا ہو اللہ کا فرمان ہے۔

" فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا.

(الكهف:١١٠)

”جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صالح عمل کرے اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے“۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کو اس کے اسماء وصفات کے ساتھ پکارو اس طرح کہا کرے۔

[اسألك بان لك الحمد لااله الاانت المنان بديع السموات والأرض يا ذالجلال يا حى يا قيوم و اسألك بانك انت الله لااله الا انت الاهد الصمد الذى لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوًا احد]

اسی طرح یہ بھی دعا ہے۔

[اللهم انى اسألك بمقاعد العز من عرشك و منتهى الرحمة من كتابك و باسمك العظيم و جدك الاعلىٰ و كلمات التامة].

دوسری دعا کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں کہ اس سے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں امام ابوحنیفہ کہتے ہیں دعا صرف اسی کے ساتھ کرنی چاہیے مگر بمقاعد العز من عرشك کہنا میں پسند نہیں کرتا یا بحق خلقك کہنا۔ ابو یوسف کہتے ہیں کہ مقعد العز من عرشك سے مراد اللہ ہے لہٰذا جائز ہے۔ البتہ میرے خیال میں نبی کا وسیلہ۔ بیت اللہ۔ مشعر الحرام کے وسیلے سے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ مخلوق کا اللہ پر کوئی حق نہیں اس لیے بحق فلاں کہنا جائز نہیں ہے بلدجی شرح المختار میں کہتے ہیں یہ بھی کہنا صحیح نہیں کہ بمقاعد العز من عرشك ابو یوسف کہتے ہیں کہ اس طرح کہنا جائز ہے۔ ہمارے خیال میں امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے کہنے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کو اس لفظ کے ساتھ نہ پکارا جائے کسی اور طرح پکارا جائے۔ جہاں تک تعلق ہے اس بات کا کہ کسی میت کو یا غائب کو پکارا جائے یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس پر ائمہ مسلمین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ اس طرح کرنا محرمات میں سے ہے اس کا حکم نہ اللہ نے دیا نہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرح کیا ہے نہ تابعین رحمہم اللہ نے نہ کسی مسلمان امام نے اس کو پسند کیا ہے نہ ہی یہ بات اسلام کی تاریخ سے ثابت ہے اس لیے کہ ایسا کوئی مسلمان نہیں گذرا کہ جب اس پر کوئی مصیبت آئی ہو اور اس نے غیر اللہ کو پکار کر کہا ہو یا فلاں میری مدد کرو میری حاجت پوری کرو وغیرہ جیسا کہ آج کل اکثر مشرکین مصائب وشدائد میں کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کے لئے نہیں پکارا نہ زندگی میں نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد نہ کسی اور نبی کو پکارا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

قبر کے پاس دعائیں مانگی ہیں نہ دور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا ہے۔نہ ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے انبیاء کی قبروں کے پاس دعائیں مانگی ہیں نہ ہی وہاں نمازیں پڑھیں۔جب عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط آیا تھا عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے آپ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی تھی۔[اللھم نتوسل الیك اذا اجذ بنا بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا فیسقون] (صحیح البخاری) اے اللہ ہم تیرے پاس قحط کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لاتے تھے تو تو بارش برساتا تھا اب ہم تیرے پاس عباس (رضی اللہ عنہ) کا وسیلہ لائے ہیں ہم پر بارش برسادے۔تو بارش ہو جاتی تھی۔اسی طرح جب امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام میں بارش کے لئے دعا کی تھی تو یزید بن اسود جرشی رحمہ اللہ کا وسیلہ لیا تھا۔عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان سے دعائیں کرواتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کا وسیلہ لیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید بن اسود جرشی کا وسیلہ لیا مگر ان کی زندگی میں۔اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ بارش کی دعا کے لئے صالح لوگوں کا وسیلہ لیا جاسکتا ہے۔خاص کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اپنے لیے دعا کرے تو یہ بدعت ہے سلف سے ثابت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

”قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلاً اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ“. (بنی اسرا ئیل:٥٦)

”کہہ دیجئے ان لوگوں کو بلاؤ جنہیں تم کچھ سمجھتے ہو اللہ کے علاوہ وہ اختیار نہیں رکھتے تکلیف دور کرنے کی تم سے اور نہ کچھ حالت بدلنے کی یہ لوگ جو پکارتے ہیں اپنے رب کے پاس وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون زیادہ قریب ہے“۔

مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون زیادہ قریب ہے۔مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ وسیلہ سے مراد عیسی بن مریم علیہما السلام وعزیز علیہ السلام ہیں۔ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے یہاں وسیلہ سے مراد عیسیٰ بن مریم علیہما السلام۔عزیر علیہ السلام اور چاند سورج ہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول ہے کہ یہاں وسیلہ سے مراد عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہ السلام اور عزیز علیہ السلام ہیں۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت عرب کے ایک گروہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو

جنات میں ایک گروہ کی پرستش کرتے تھے پھر جن بھی ایمان لے آئے اوران کی عبادت کرنے والے انسانوں کو اپنے معبود جنوں کے اسلام لانے کا علم نہیں تھا تو یہ آیت نازل ہوگئی۔ (صحیح بخاری میں روایت مروی ہے) یہ سب آراء واقوال صحیح اورحق ہیں مگر آیت کا حکم عام ہے جس عبادت کرنے والے کا معبود بھی اللہ کی عبادت کرنے والا ہوگا چاہے وہ معبود ملائکہ ہوں۔ جنات ہوں یا انسان وہ اس آیت سے مراد ہوگا۔سلف جب آیت کے ساتھ کوئی خاص واقعہ ذکر کرتے ہیں تو وہ بطور تمثیل کے ہوتا ہے وہ خاص واقعہ مقصود نہیں ہوتا۔لہٰذا یہ آیت بھی عام ہے ہر وہ شخص مراد ہے جو کسی ایسے معبود کی عبادت کرتا ہو جو کہ معبود خود اللہ کے قرب کے لئے وسیلہ کی تلاش میں ہو۔اس کی رحمت کا طلب گار ہو اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہو اسی طرح آیت سے ہر وہ شخص مراد ہے جو کسی مردہ کو غائب کو انبیاء اور صالحین کو یا ملائکہ یا جنات کی پرستش کرتا ہو حالانکہ یہ سب خود اللہ کے قرب کی تلاش میں ہیں اللہ نے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ ان کو پکارنا ممنوع ہے یہ کسی پکارنے والے کی تکلیف دور نہیں کر سکتے اور نہ ہی حالت میں کسی قسم کی تبدیلی کر سکتے ہیں۔ جو شخص بھی کسی میت کو غائب کو نبی کو صالح شخص کو ملائکہ کو جن کو پکارتا ہے تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ایسے کو پکار رہا ہے جو اس کی فریاد کو قبول نہیں کر سکتا نہ اس کی کوئی تکلیف دور کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

" وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا". (الجن:٦)

''انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ افراد کی پناہ مانگتے تھے اس طرح ان کے تکبر میں اضافہ کرتے تھے''۔

امام احمد رحمہ وغیرہ ائمہ نے کہا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کی پناہ مانگنا جائز نہیں ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے کلمات سے پناہ مانگتے تھے اسی لیے علماء نے ان تعویذوں اوردم جھاڑ سے منع کیا ہے جن کا معنی معلوم نہ ہو کہیں وہ شرکیہ نہ ہوں۔۔شریعت کی مثال کشتی نوح (علیہ السلام) کی سی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا جو سوار نہیں ہوا غرق ہوگیا جو لوگ شریعت سے نکل گئے شیطان نے ان کے اعمال ان کے سامنے مزین کیے ہیں یہاں تک کہ وہ شرک میں مبتلا ہوگئے ہیں ان لوگوں میں سے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو قبر ومزار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں مگر قبر کی طرف پیٹھ کرنا گناہ سمجھتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ قبلہ تو عام لوگوں کیلئے مگر شیخ کی قبر خاص خاص لوگوں کا قبلہ ہے اور اس طرح کی باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جو سب سے زیادہ عبادت گزار اور پرہیز گار ہوتے ہیں اور اپنے شیخ کی بہت زیادہ اتباع کی وجہ سے خود بھی اس طبقے میں قابل اتباع تصور

کیے جاتے ہیں۔حالانکہ اصحاب صدق واجتہاد جوشیوخ ہوتے ہیں وہ اپنے مریدوں کو پہلا درس یہ دیتے ہیں کہ کسی قبر پر مجاور بن کے مت بیٹھنا اگر پہلے ایسی غلطی کر چکے ہوتو اب توبہ کرلو کہ آئندہ ایسا نہیں کروگے۔اس کے برعکس یہ جوقبر پرست مشرک ہیں یہ قبروں کی پوجا کرتے ہوئے خشوع وخضوع کا مظاہرہ کرتے ہیں ان کے دل جتنے نرم ہوتے ہیں مساجد میں اتنی خشوع خضوع ان میں نہیں آتی حالانکہ مساجد کے بارے میں اللہ کا حکم ہے کہ اللہ کا ذکر ان میں کیا جائے ۔قبر پرستوں میں سے اب کچھ ایسے بھی ہیں جو قبروں پر حج کرتے ہیں جیسا کہ امامیہ کے ایک شیخ محمد بن نعمان نے کتاب لکھی جس میں جھوٹی کہانیاں اور من گھڑت واقعات لکھے ہیں کچھ لوگ تو بیت اللہ کے حج کی بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی نیت کر کے حرمین جاتے ہیں بہت سوں کا اصل مقصد بیت اللہ نہیں ہوتا بلکہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتا ہے۔کچھ مشہور ومعروف شیوخ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں مانگنے فریاد کرنے کے بارے میں کتاب لکھی ہے۔یہ گمراہ لوگ اس کتاب سے دلائل لیتے ہیں اس کتاب میں اس شیخ نے لکھا ہے کہ میں حج کے لئے گیا تو میرا اصل مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تھی لہٰذا میں وہاں گیا اور واپس آیا مکہ نہیں گیا اس کو بھی فضیلت میں شامل کیا ہے اگر یہ مستحب ہوتا تو جن لوگوں پر حج فرض ہے انہیں صرف مدینہ ہی جانا چاہیے مکہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟اس طرح کے خیالات وافکار لوگوں پر نئے نئے مشقتیں ڈالنا ہیں جسے کوئی بھی عقلمند مسلمان صحیح نہیں کہہ سکتا۔بہت سے ایسے شیوخ جو لوگوں کے ہاں معزز ہیں علماء وحکمران ان کی قدر کرتے ہیں مگر شریعت سے خارج ہونے کی وجہ سے یہ شیوخ ابن سبعین کی طرح ہیں جو کہتا تھا معزز ومحترم مقام تین ہیں مکہ۔بیت المقدس اور ہندوستان میں مشرکین کا شہر (اجمیر) اس کے اس قول کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس کا عقیدہ تھا کہ یہود ونصاری کا دین بھی حق ہے۔کچھ عارفین اس کے پاس آئے اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے تو اس نے پوچھا کون سے دین پر بیعت کروگے؟یہود پر یا نصاری کے دین پر یا مسلمانوں کے دین پر؟انہوں نے پوچھا کیا یہود ونصاری کافر نہیں ہیں؟اس نے جواب میں کہا ان پر اتنی سختی مت کرو البتہ اسلام بہتر ہے۔کچھ لوگ تو ایسے بھی ہیں ان میں جو قبروں پر حج کرنے کو بیت اللہ کے حج سے افضل سمجھتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی مزار کی دو یا تین مرتبہ زیارت کرنا بیت اللہ کے ایک حج کے برابر ہے۔کچھ لوگ شیخ کے مزار کے صحن کو میدان عرفات کی طرح سمجھتے ہیں اس کی طرف سفر کر کے جاتے ہیں جس طرح مسلمان عرفات کی طرف سفر کرتے ہیں ایک شخص نے سات حج کیے تھے اس کے پیر بھائی نے اس کو کہا کہ آؤ شیخ کی قبر کی زیارت کر کے سات حج کا ثواب کما لیتے ہیں اس نے کہا وہ کیسے؟ کہا اگر تم شیخ کی بیعت کر لیتے تو یہ تمہیں زیادہ بہتر لگتا بنسبت سات حج

کرنے کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مزار کے گرد تین طواف کچھ کے نزدیک سات طواف ایک حج کے برابر ہیں۔ کسی شیخ نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ میری قبر کی طرف اٹھایا جانے والا ایک قدم ایک حج کے برابر ہوگا اور میں قیامت کے دن وہ ایک قدم ایک حج کے بدلے میں بھی نہیں بیچوں گا ایک شخص نے اس بات کو ناپسند کیا تو شیطان اس کے خواب میں شیخ کی صورت آیا اسے ڈانٹا کہ آئندہ اس طرح کا خیال دل میں مت لانا اسی طرح ان لوگوں کی نمازیں اور قربانیاں غیر اللہ کے لئے ہیں لہٰذا یہ لوگ دین حنیف پر قائم نہیں ہیں یہ مساجد تعمیر کرنے والوں میں سے بھی نہیں ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

" اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ". (التوبة:١٧)

"مسجدیں وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں"۔

مسجدوں کو آباد کرنے والے صرف اللہ سے ڈرتے ہیں جبکہ مزارات کو آباد رکھنے والے غیر اللہ سے ڈرتے ہیں اور غیر اللہ سے ہی امیدیں رکھتے ہیں انہی جیسے لوگوں میں سے ایک شخص ایسا تھا کہ جب وہ قبر پر بنا ہوا قبہ دیکھتا تو برائیوں سے رک جاتا یعنی کسی ایسی جگہ غلط کام نہیں کرتا تھا جہاں سے قبر، مزار کا قبہ یا اس بنا ہوا چاند نظر آتا اسی طرح یہ لوگ قبروں میں پڑے مردوں سے ڈرتے ہیں مگر زمینوں اور آسمانوں کے خالق سے نہیں ڈرتے۔ جب ان لوگوں سے دلائل مانگے جائیں ان سے مناظرہ کیا جائے تو مناظرہ کرنے والے دلائل مانگنے والے کو خوفزدہ کرتے ہیں ڈراتے دھمکاتے ہیں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مشرکین نے کیا تھا۔

" وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللهِ وَقَدْ هَدٰانِ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْئًا،فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ". (الانعام:٨١)

"اس (ابراہیم علیہ السلام) کے ساتھ جھگڑا کیا اس کی قوم نے اس نے کہا کیا تم اللہ کے بارے میں مجھ سے جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دی اور میں نہیں ڈرتا ان سے جنہیں تم نے اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے۔ کون سا فریق امن کا زیادہ حق دار ہے اگر تم جانتے ہو؟"۔

فرماتا ہے۔

" اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ".

"جو لوگ ایمان لائے اور اپنا ایمان ظلم کے ساتھ نہیں ملایا انہی کے لئے امن ہے اور وہی لوگ ہدایت

یافتہ ہیں''۔ (الانعام:۸۲)

کچھ مشرک ایسے بھی ہیں جنہوں نے مُردوں کو اللہ کے برابر قرار دے دیا ہے اور زندہ شیخ کو نبی کے مقام پر پہنچا دیا ہے، میت سے حاجتیں مانگتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں اور زندہ پیر اور شیخ کی حلال وحرام کردہ کو من وعن تسلیم کرتے ہیں جبکہ اپنے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کو معبود اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہیں اس ماننے میں کوئی فرق نہیں آیا ۔کبھی کوئی نیا مسلمان ہونے والا یا ان شیوخ کے بارے میں حسن ظن رکھنے والا جب ان شیوخ میں سے کسی مردہ شیوخ کی قبر کے سامنے شکایت کرتا ہے کہ فلاں شخص یا حکمران نے مجھ پر ظلم کیا ہے تو مزار کا مجاور اس شخص کو کہتا ہے کہ تمہاری بات میں نے شیخ تک پہنچادی ہے شیخ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادی اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تک پہنچادی ہے۔اللہ نے فلاں شخص کو اس ظالم کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا ہے۔اس طرح کی باتیں اور عقائد خالص یہودی ونصرانی عقائد ہیں یہ خالص کذب و جہالت ہے جسے کوئی بھی (پہلے زمانے کا) مشرک یا نصرانی جائز نہیں سمجھ سکتا۔یہ مجاور اور شیوخ قبروں پر لائے جانے والے نذر ونیاز اور چڑھاوے کھاتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" اِنَّ كَثِيْـرًا مِّـنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ". (التوبة:٣٤)

''بہت سے عالم اور درویش لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یہ خود بھی اللہ کی راہ سے اعراض کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں''۔

اس کی اتباع کرنے والا سمجھتا ہے کہ یہ عالم یا درویش اللہ کی راہ پر چل رہا ہے اس کے دین پر عمل پیرا ہے اس وجہ سے وہ ان کی اتباع کر کے اس دین حق سے محروم ہو جاتا ہے جو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور جو دین اللہ نے اپنی کتابوں میں نازل کیا تھا اللہ نے اپنے کتاب میں مزاروں کا ذکر نہیں کیا ہے جبکہ مساجد کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ صرف اللہ کے لئے خالص ہیں۔

" قُلْ اَمَرَ رَبِّىْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ". (الاعراف:۲۹)

''کہہ دیجئے میرے رب نے عدل کا حکم دیا ہے اور اپنے چہرے ہر مسجد کے پاس قائم رکھو''۔

فرماتا ہے۔

" اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ". (التوبة:١٧)

''اللہ کی مسجدیں آباد کرتے ہیں''۔

نیز فرمان ہے۔

" فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ". (النور:٣٦)

''ان گھروں (مساجد) میں اجازت دی ہے اللہ نے کہ ان میں اس کا نام بلند کیا جائے''۔

فرماتا ہے۔

" وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَّمَسَاجِدُ ".

''اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے نہ ہٹاتا تو مسمار ہو جاتے عبادت خانے ۔ گرجے اور مسجدیں''۔ (الحج:٤٠)

اللہ نے بت خانوں اور اس طرح کے دیگر شرک کے مقامات کا ذکر نہیں کیا نہ ہی آتش پرستوں کے آتشکدے کا ذکر ہے۔ اس لئے کہ صوامعہ اور بیع اہل کتاب کے عبادت خانے ہیں ان عبادت خانوں اور مذاہب کی مدح کی گئی ہے جن کی وہ نسخ سے پہلے ہے یعنی جب یہ مذاہب منسوخ نہیں ہوئے تھے جیسا کہ منسوخ ہونے اور تحریف سے پہلے یہودیت۔ نصرانیت اور صائبین کا مذہب تھا کہ وہ اس وقت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے تھے اور اعمال صالحہ کرتے تھے لہٰذا آتشکدے ۔ ستارہ گاہ۔ مزار کی تعریف اللہ نے نہیں کی سوائے اس مقام کے جہاں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جن پر اللہ نے لعنت کی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

" قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا".(الكهف:٢١)

''جو لوگ اپنے معاملے کے مختار تھے انہوں نے کہا ہم ان (اصحاب کہف) پر ضرور مسجد بنائیں گے''۔

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اصحاب کہف کے غار پر مسجد بنائی یہ نصاریٰ میں سے وہ تھے جن پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی فرمایا ہے:لعن الله اليهود و النصارى اتخذوا قبور انبياء هم مساجدًا. اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا ایک روایت میں صالحین کا لفظ بھی ہے یعنی انبیاء اور صالحین کی قبروں کو۔ ان قبروں میں مدفون لوگوں کو پکارنا ہی دراصل مسجد بنانا ہے اس بارے میں ایک شیخ سے میری

گفتگو ہوئی میں نے اس کے سامنے اس عمل کی خرابی بیان کی تو کہنے لگا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں ہے کہ جب تمہیں معاملات تھکا دیں تو اصحاب قبور کو لازم پکڑو؟ میں نے کہا یہ باتفاق علماء جھوٹ ہے کسی محدث نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نہیں کیا۔ جبکہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ تم اپنے سے پہلے لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے قدم بقدم یہاں تک کہ وہ اگر گوہ کے بل میں داخل ہوں گے تو تم بھی داخل ہو گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہود ونصاری کی بات کر رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور کیا؟

ان مشرکین کا جب مقصد پورا ہوتا ہے تو اگر چہ کسی کافر کے ہاں سے ہو تو پھر یہ لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ جہاں سے ان کو فائدہ حاصل ہوتا ہو اس طرف جاتے ہیں کبھی یہ کسی قبر کے پاس جاتے ہیں کہ یہ نیک آدمی کی قبر ہے حالانکہ ممکن ہے کہ اس قبر میں مدفون شخص کافر ہو یا منافق ہو کبھی تو انہیں معلوم بھی ہوتا ہے کہ صاحب قبر کافر یا منافق ہے مگر پھر بھی اس کے پاس جاتے ہیں یہاں تک کہ یہ عیسائیوں کے گرجے میں بھی جانے سے دریغ نہیں کرتے یہ ان کی عمومی حالت ہے جبکہ مسلمانوں میں خاص لوگ بھی ان باتوں میں ملوث پائے گئے ہیں ایک جج صاحب نے انہوں نے میرے ایک ساتھی سے کہا کہ میں نے قبر کے پاس دعا مانگنے کا تجربہ کیا ہے دعا قبول ہوتی ہے۔ میرے ساتھی نے کہا میرے ساتھ چلیں مجھے وہ قبر دکھا دیں جہاں آپ کی دعا قبول ہوئی ہے۔ جب وہاں گئے تو قبر پر لکھا تھا ''قبر علی'' یہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ کسی رافضی یا اسماعیلی کی قبر ہے۔ اسی طرح ہمارے شہر میں بہت سے لوگ تھے جو کچھ قبروں کے بارے میں کہتے تھے کہ یہ نیک اور صالح لوگوں کی قبریں ہیں جب انہیں بتایا گیا کہ یہ تو منافقین اور زنادقہ تھے تو انہیں حیرت ہوئی کہنے لگے ہم تو اپنے بیمار گھوڑے ان قبروں پر لیجاتے اور وہاں سے صحت یاب واپس لاتے میں نے کہا یہ تو ان کے کفر کی دلیل ہو گئی میں نے گھوڑوں کے سوداگر سے پوچھا کہ تم لوگ بیمار گھوڑے کہاں لیجاتے ہو؟ انہوں نے کہا شام میں ہم یہود ونصاری کی قبروں پر لیجاتے ہیں۔ مصر میں ہوں تو عیسائیوں کے گرجا میں لیجاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا تم لوگ نیک اور صالح مسلمانوں کی قبروں پر انہیں لیجاتے ہو مثلاً لیث بن سعد رحمہ اللہ۔ شافعی رحمہ اللہ۔ ابن القاسم رحمہ اللہ وغیرہ تو اس نے کہا نہیں۔ میں نے ان مسلمانوں سے کہا سنو یہ لوگ گھوڑے شفاء کے لئے کفار اور منافقین کی قبروں پر لیجاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے اور یہ چوپائے ان چیخ وپکار کو سنتے ہیں (جیسا کہ حدیث میں آتا ہے) جب یہ ان مردوں کی آواز سن لیتے ہیں تو گھبراہٹ کی وجہ سے ان کے پیٹ ہلکے ہو جاتے ہیں ان کو جو خاص بیماری لگی ہوتی ہے کہ ان کا پیٹ سخت ہوتا ہے وہ نرم ہو جاتا ہے

اس لیے کہ گھبراہٹ سے انسانوں کو بھی دست لگتے ہیں۔ وہ لوگ میری باتوں سے حیران ہوئے یہ بات جو میں نے سب سے پہلے کہی تھی میرے بعد دیگر علماء نے بھی بیان کرنی شروع کی ہے مقصد یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جو دراصل کسی کافر یا منافق کی ہوتی ہے بلکہ بہت سے مزارات ایسے بھی ہیں جو کسی کی قبر نہیں کوئی دفن نہیں صرف فرضی مزار ہیں مگر لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں جیسا کہ لبنان میں ایک پہاڑی پر مزار ہے جسے لوگ نوح علیہ السلام کی قبر کہتے ہیں جبکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ قبر عمالقہ میں سے ایک آدمی کی ہے۔ اسی طرح قاہرہ میں حسین کی قبر اور دمشق میں ابی کعب کی قبر کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ یہ فرضی اور جھوٹی قبریں ہیں کچھ علماء کہتے ہیں کہ یہ عیسائیوں کی قبریں ہیں۔ اسی طرح بہت سے مزارات متنازع ہیں مگر شیطان نے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ بعض لوگ خواب میں کسی کو دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ مزار میں مدفون شخص ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو کسی کی صورت بنا کر آجاتا ہے اس طرح کے خواب ہمارے اس دور میں بہت سے لوگوں کو نظر آتے ہیں۔ مصر میں برابی مقام پر کچھ لوگ مجسموں پر ایک قسم کا کیمیکل لگاتے ہیں پھر لوگ نہ نہاتے ہیں نہ نمازیں پڑھتے ہیں پھر کچھ عرصہ بعد وہی مجسمہ حرکت کرنے لگتا ہے اس میں شمع جلاتے ہیں تو اس میں سے شیطان نکل آتا ہے پھر لوگ اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور ان کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح کے کچھ عجیب وغریب کام مزاروں پر بھی نظر آجاتے ہیں بتوں کے قریب بھی ایسے کام ہوجاتے ہیں یہ سب کام شیاطین کی حرکات ہیں جن کی وجہ سے وہ مشرکین کو گمراہ کرتے ہیں مشرکین کی بعض مرادیں شیاطین پوری کرتے ہیں مگر شرک ومعصیت کے کام کرنے کے بعد بعض لوگ ان شیطانوں کے لئے سجدہ کرتے ہیں بعض فحش کام کرتے ہیں۔ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کردہ امور کا ارتکاب کرتے ہیں۔ شیطان لوگوں کو ان کے ایمان کے ضعف کے حساب سے گمراہ کرتا ہے کسی کو کفر کے ارتکاب پر آمادہ کرلیتا ہے کسی کو فسق وفجور پر اگر کوئی لاعلم وجاہل ہو تو اس سے ایسے کام کرواتا ہے جو قرآن وسنت کے خلاف ہوں بہت سے پرہیزگار عبادت گزار مگر جاہل لوگ بھی ان گمراہیوں میں شامل ہیں۔ ایسے عبادت گزاروں کے خوابوں میں یا جاگتے میں کوئی بزرگ آتا ہے حالانکہ وہ درحقیقت شیطان ہوتا ہے یا جن وغیرہ ہوتا ہے۔ اور اپنے جیسے انسانوں کے پاس آتے ہیں کافر جن کافر انسانوں کے پاس جاہل جاہل کے پاس فاجر فاجر کے پاس آتا ہے۔ جبکہ جو علماء ہیں اہل ایمان ہیں وہ اللہ ورسول کے احکامات کے تابع ہیں جنات اور انسان دونوں اللہ ورسول کے تابع ہوتے ہیں۔

ابن البکری نے اپنی کتاب میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجتیں مانگنے کو جائز قرار دیا ہے وہ کہتا تھا کہ اللہ نے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی کنجیاں دی ہیں جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا ۔قیامت کا علم ۔بارش برسانا۔رحم میں کیا ہے۔کل کوئی انسان کیا کرے گا۔کوئی شخص کہاں جا کر مرے گا۔ابن البکری کہتا تھا کہ جو کچھ اللہ جانتا ہے وہی کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں ۔یہ بات ان کے بعد حسن کہتا تھا پھر اس کی اولاد کہتی رہی یہاں تک کہ شاذلی تک پہنچ گئی وہ کہتے تھے کہ یہ شخص قطب اور غوث ہے اس کے بعد اس کے متبعین کہتے تھے کہ یہ مہدی ہے جس کی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ اپنی بیٹی کا نکاح کرائیں گے اور اولیاء اور بادشاہوں کے اختیارات اسی کے ہاتھ میں ہیں جسے چاہے ولی بنادے جسے چاہے ولایت سے معزول کردے۔اللہ کے ساتھ ہمیشہ سرگوشیاں کرتا رہتا ہے یہی وہ شخص ہے جو حاملین عرش کی بھی مدد کرتا ہے سمندروں کی مچھلیوں کی مدد کرتا ہے۔ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں اللہ کا جو فرمان ہے۔

”اِنَّـا اَرْسَـلْـنٰـکَ شَـاهِـدًا وَّمُبَشِـرًا وَّنَـذِيْرًا ،لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً. (الفتح:۹)

”ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ۔خوشخبری دینے والا تا کہ تم اللہ پر ایمان لے آؤ اس کی تعظیم کرو اس کی توقیر کرو اس کی تسبیح بیان کرو صبح وشام“۔

اس میں یہ بیان ہوا کہ صبح وشام تسبیح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیان کی جائے گی۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے ہیں اس طرح انہوں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معبود بنالیا ہے۔اس طرح ان لوگوں نے مخلوق میں سے بہت سوں کو الہٰ بنا رکھا ہے۔جب ان کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ ہو جاتا ہے تو پھر یہ منع کرنے والوں کی بات پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ کیسے صرف ایک اللہ کی بات کرتا ہے؟ جیسا کہ کفار نے کہا تھا کہ:اَجَـعَـلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًـا وَّاحِـدًا ۔ (ص:۵) کہ اس نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنالیا؟ یہ لوگ اللہ کی توحید اور وحدانیت کو حقیر سمجھتے ہیں اور غیر اللہ کو پکارنے کی ان کے ہاں بڑی اہمیت ہوتی ہے جب انہیں شرک سے روکا جائے اور توحید کی طرف دعوت دی جائے تو اس کو اہمیت نہیں دیتے جیسا کہ قرآن میں مشرکین کے بارے میں مذکور ہے۔

” وَاِذَا رَاَوْکَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا هُزُوًا“. (الفرقان:٤١)

”جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں تو مذاق کرنے لگتے ہیں“۔

جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں شرک سے منع کرتے تھے تو یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا مذاق اڑاتے

تھے۔اللہ فرماتا ہے۔

" اِنَّهُمۡ كَانُوۡٓا اِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ، وَيَقُوۡلُوۡنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوۡۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ". (الصافات:۳۵-۳۶)

''جب ان سے کہا جاتا ہے کہ معبود ایک ہے تو تکبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں؟''۔

" بَلۡ جَآءَ بِالۡحَـقِّ وَصَدَّقَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ". (الصافات:۳۷)

''بلکہ وہ حق لایا ہے اور رسولوں کی تصدیق کرتا ہے''۔

" وَعَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَهُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡهُمۡ وَقَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَىۡءٌ عُجَابٌ ". (ص:۵)

''یہ تعجب کرتے ہیں کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرانے والا آیا۔کافر کہتے ہیں یہ جھوٹا جادوگر ہے کیا اس نے تمام معبودوں کو ایک بنالیا؟ یہ تو عجیب بات ہے''۔

مشرکین ہمیشہ سے انبیاء کرام کو بے وقوف۔دیوانے۔گمراہ سمجھتے تھے جیسا کہ قوم نوح علیہ السلام کو اور قوم عاد نے ھود علیہ السلام سے کہا تھا۔

" قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰهَ وَحۡدَهٗ". (الاعراف:۷۰)

''تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں''۔

صرف توحید کی وجہ سے وہ لوگ انبیاء کو بے وقوف کہتے تھے اسی وجہ سے وہ انبیاء کا انکار کرتے تھے۔اسی طرح اب اب بھی مشرکین کا یہی وطیرہ ہے کہ جب کوئی انہیں توحید کا درس دیتا ہے تو یہ اس کا مذاق اڑانے لگتے ہیں۔انہی لوگوں کی وجہ سے مسجدیں ویران ہوگئی ہیں جو پنج وقتہ نماز کے لئے بنی تھیں وہ ویران سرائے کی طرح ہوگئی ہیں اور میت کی قبروں پر چادریں ہیں۔سونے چاندی اور قیمتی کپڑوں سے مزین ہیں صبح شام نذرانے آتے ہیں نذریں چڑھائی جاتی ہیں ہر وقت بے شمار لوگوں وہاں آنا جانا لگا رہتا ہے اس طرح یہ لوگ اللہ کی عبادت کو کم حیثیت سمجھتے ہیں اور شرک کی تعظیم کرتے ہیں۔یہ سمجھتے ہے کہ جس میت کی قبر پر مزار بنا ہوا ہے وہ نفع ونقصان کا مالک ہے اسے پکارنا زیادہ فائدہ دیتا ہے بنسبت اللہ کو پکارنے کے اس طرح انہوں نے مزار کو اللہ کے گھر پر ترجیح دے دی ہے۔یہ اپنے اس عمل میں مشرکین

عرب ہی کی طرح ہیں جن کے بارے میں اللہ نے بتایا ہے۔

”وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا، فَمَا كَانَ لِشُرَكَآءِ هِمْ فَلَايَصِلُ اِلَى اللهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ“. (الانعام:١٣٦)

جو کچھ کھیتوں سے پیدا ہوتا ہے اس میں سے اور چوپائیوں میں سے انہوں نے حصے بنا رکھے ہیں کہتے ہیں یہ اللہ کا ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کا ہے۔ جو شریکوں کا ہے وہ اللہ تک نہیں پہنچتا اور جو اللہ کا حصہ ہے شرکاء تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ بہت برا فیصلہ ہے ان کا“۔

انہوں نے فصلوں اور مویشیوں میں اللہ کا اور شریکوں کا حصہ بنا رکھا تھا جب اللہ کے لیے مقرر کردہ حصے کو نقصان پہنچتا تو شریکوں والے میں سے نہیں لیتے تھے اور جب شریکوں کے حصے کو نقصان پہنچتا تو اللہ کے حصے میں سے لے کر وہ نقصان پورا کرتے تھے کہتے تھے اللہ تو غنی ہے اور ہمارے شرکاء فقیر ومحتاج ہیں۔ اس طرح وہ اللہ کے حصے پر شریکوں کے حصے کو فضیلت دیتے تھے اس اب کے مشرکین بھی مزارات پر خرچ کرنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں بنسبت مسجدوں پر خرچ کرنے اور جہاد میں خرچ کرنے کے۔ جب یہ لوگ کسی مزار کی زیارت کے لئے جاتے ہیں تو روتے گڑگڑاتے عاجزی کرتے ہیں مگر نمازوں میں ان کی یہ کیفیت نہیں ہوتی نہ ہی جمعہ کی نماز میں نہ تہجد میں نہ تلاوت قرآن کے وقت ۔ یہ اس لیے کہ یہ لوگ مشرک بدعتی ہیں خالص قرآن وسنت کے پیروکار اور موحد نہیں ہیں۔ اسی طرح جب یہ لوگ اشعار اور نظمیں سنتے ہیں تو عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر اللہ کی آیات سنتے وقت ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ قرآنی آیات سن کر تو یہ توجہ نہیں کرتے۔ پڑھنے والے کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ کا فرمان ہے۔

” قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ “. (توبة:٦٥)

”کہدو کیا اللہ اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اڑاتے ہو؟“۔

جب قرآن سنتے ہیں تو بے دلی سے سنتے ہیں فضول باتیں کر رہے ہوتے ہیں بہروں اندھوں کی طرح اور جب قوالیاں سنتے ہیں تو پوری توجہ اور خاموشی سے سنتے ہیں باادب بیٹھے ہوتے ہیں۔ اگر قوالی یا سماع کے دوران اذان کی آواز آجائے تو کہتے ہیں ہم اس سے بہتر کام میں مصروف ہیں۔ کہتے ہیں ہم حضرت کی محفل میں ہیں اگر اٹھ گئے تو محروم ہوجائیں گے۔ حالانکہ یہ شیطان کی محفل سے اٹھ کر اللہ کے دربار میں جائیں گے جو لوگ اللہ کو پکارنے کے

بجائے مردوں کو پکارنا زیادہ بہتر قرار دیتے ہیں یا سمجھتے ہیں ان کی متعدد اقسام ہیں اور اس کیلئے انہوں نے مختلف حکایتیں گھڑ رکھی ہیں۔ کہتے ہیں ایک شخص نے اللہ سے دعا کی مگر قبول نہ ہوئی جب اپنے شیخ سے دعا کی قبول ہوگئی ۔ایک اور حکایت ہے کچھ مسلمان دشمنوں کے ملک میں پھنس گئے اللہ سے دعا کی مگر اللہ نے کوئی مدد نہ کی جب اپنے فوت شدہ پیر کو پکارا تو وہ فوراً آیا اور انہیں وہاں سے نجات دلا کر مسلمان ملک لے آیا۔ایک پیر نے اپنے مرید سے کہا کہ جب تمہیں اللہ سے کچھ مانگنا ہو تو میری قبر پر آیا کرو میرے وسیلے سے اللہ سے دعا کیا کرو۔ یہ لوگ خالص اللہ کو پکارنے والوں کی دعا پر اپنی دعاؤں کو ترجیح دیتے ہیں انہیں بہتر سمجھتے ہیں۔ جب ان پر مصیبت آتی ہے تو اللہ کے بجائے اپنے پیر کو پکارتے ہیں اس کے نام کا ورد کرتے ہیں جبکہ موحدین کو اللہ نے حکم دیا ہے۔

”فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا“ .

”جب تم حج کے ارکان پورے کر لو تو اللہ کو یاد کرو جس طرح تم اپنے آباء واجداد کو یاد کرتے ہو یا اس سے زیادہ یاد کرو“۔ (البقرۃ:۲۰۰)

ان میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جو اگر اللہ کے نام کی قسم کھالیں تو جھوٹ بول دیتے ہیں اور اگر اپنے پیر کی قسم کھائیں تو پھر جھوٹ نہیں بولتے گویا اس کے دل میں پیر کی قدر و منزلت مرتبہ و مقام اللہ سے بڑھ کر ہے جب مزاروں پر دعائیں کرنا مردوں سے مرادیں مانگنا اللہ کی آیات کا استہزاء ہے تو پھر اللہ کی آیات سے استہزاء کون کر رہا ہے انبیاء صالحین یا دیگر فوت شدہ لوگوں کو پکارنے والے یا ایک اللہ کو پکارنے والے؟ اور اس کی طرف دوسروں کو دعوت دینے والے توحید کے ماننے والے ہی دراصل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور سچی اطاعت کرنے والے ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو تسلیم کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ احادیث میں صحیح ۔ضعیف۔ سچی۔جھوٹی میں فرق کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی نہیں کرتے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

”اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ“

”اتباع کرو اس کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کے علاوہ بنائے ہوئے دوستوں کی اتباع مت کرو بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو“۔ (الاعراف:۳)

جہاں تک ان گمراہوں اور مشرکین کا تعلق ہے تو ان کا زیادہ تر اعتماد ضعیف یا موضوع روایت پر ہوتا ہے یا ایسے

لوگوں سے منقول اقوال پر جن کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا یا کسی اہم شخصیت کی طرف جھوٹ منسوب کر لیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث لینا بھی چاہتے ہیں تو متشابہ روایات لیتے ہیں محکم کو چھوڑ دیتے ہیں جس طرح کہ نصاریٰ کرتے تھے اسی طرح یہ گمراہ لوگ بھی کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ استغاثہ ےمصیبت ومشکل میں کسی سے مدد طلب کرنا۔ مدد دوقسم کی ہوتی ہے۔ میت سے مدد طلب کرنا اور زندہ سے۔ پھر زندہ سے جو مدد طلب کی جاتی ہے اس کی دوقسمیں ہیں ایک وہ جو قدرت واختیار میں ہو، دوسری وہ ہے جو طاقت واستطاعت میں نہ ہو مگر یہ گمراہ لوگ ان دونوں قسموں کو ایک بنا لیتے ہیں حالانکہ جس قسم کی مدد کا اختیار انسان کے پاس نہ ہو اس کا سوال اللہ سے کرنا چاہیے۔ پھر ان لوگوں نے ہر فوت شدہ شخص چاہے وہ ولی ہو یا نبی ہو اس سے مدد طلب کرنا جائز قرار دے دیا ہے۔ اور دلیل کے طور پر عام مدد طلب کرنے کے جواز کو پیش کرتے ہیں حالانکہ اس طرح کرنے سے انسان شرک وگمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے جس طرح کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں کرتے ہیں دنیاوی واخروی فوائد کے لئے اور اللہ کے ہاں سفارش کرنے کا سوال کرتے ہیں اگرچہ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخرت میں سفارش کریں گے اس طرح وہ لوگوں کو فائدہ پہنچائیں گے مگر اس خالص عمل کو جو حدیث سے ثابت ہے عام دلیل نہیں بنایا جاسکتا خاص کر جس مسئلے میں اختلاف ہو اس میں تو اس طرح کی دلیل پیش ہی نہیں کی جاسکتی یہ تو ایسا ہوگا کہ جیسے کوئی شخص ہر قسم کے کھیل تماشوں کے لئے اس واقعے کو دلیل بنائے جس میں مذکور ہے کہ دو لڑکیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گانے گا رہی تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں عید کے دن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک دیوار کی طرف پھیر رکھا تھا۔ یا ہر قسم کی باتوں کو سننے کے لئے جواز کے طور پر یہ آیت پیش کرے۔

”فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ“. (الزمر:١٨)

”میرے ان بندوں کو خوشخبری دو جو بات سنتے ہیں تو بہترین بات کی پیروی کرتے ہیں“۔

حالانکہ اس آیت میں قول سے مراد قرآن ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔

” اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ“. (المؤمنون:٦٨)

”کیا یہ لوگ قول (قرآن) میں تدبیر نہیں کرتے؟“۔

ورنہ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ ہر قسم کا قول سنے ہر قسم کی باتیں کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے سے اللہ نے منع کیا ہے۔

''وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْ اٰیَاتِنَا''. (الانعام:٦٨)

''جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں میں دخل دیتے ہیں''۔

''وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتَابِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیَاتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ''. (النساء:١٤٠)

''تم پر کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا مذاق اڑایا جارہا ہے یا ان کا انکار کیا جارہا ہے تو ایسا کرنے والوں کے ساتھ مت بیٹھو''۔

''وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا''. (الفرقان:٧٢)

''جب (مومن) فضول باتوں کے قریب سے گذرتے ہیں تو عزت سے (دامن بچا کر) گذرتے ہیں''۔

''وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ''.(القصص:٥٥)

جب (مومن) فضول بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے لیے تمہارا عمل ہے ہمارے لیے ہمارا''۔

جب کہ ان گمراہ لوگوں کے نزدیک جائز ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاسکتی ہے جس طرح کہ اللہ سے اس لیے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تک پہنچنے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ اور وسیلہ ہیں دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ یہ صالح اور نیک لوگوں سے ثابت ہے ان گمراہوں کے عقیدے کے مطابق پیغمبر مرنے کے بعد پھر زندہ ہوگئے ہیں اور اللہ کے ہاں ان کا مقام ومرتبہ مزید بڑھ گیا ہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی زندگی میں وسیلہ بنایا جاسکتا تھا اسی طرح ان کے مرنے کے بعد بھی بنایا جاسکتا ہے اس لیے کہ وہ اب بھی زندہ ہیں اس بارے میں اس شخص کو چند غلط فہمیاں ہوگئی ہیں۔

1- اس نے ایک شخص کو مرنے کے بعد وسیلہ بنایا بلکہ اسی کو فریاد قبول کرنے والا قرار دے دیا حالانکہ امت میں سے کسی سے یہ بات منقول نہیں ہے چہ جائیکہ اس پر اجماع کا دعوی کیا جائے۔اس لیے بھی کہ جس کے توسل سے دعا کی جاتی ہے وہ خود فریاد کرنے والا ہوتا ہے نہ یہ کہ اس سے فریاد کی جائے۔

2- اس کا خیال یہ ہے کہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کو دعا کیلئے وسیلہ بنایا اس طرح انتقال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا جاسکتا ہے گویا اس کی نظر میں زندگی اور موت میں کوئی فرق ہی نہیں ہے حالانکہ یہ غلط ہے اگر چہ کچھ لوگ اس بات کے قائل ہیں مگر پہلی صورت کا تو کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

3- اس نے اپنا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے فریاد کے ساتھ جوڑ دیا ہے یہ طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں درست تھا کہ آپ کے وسیلے سے دعا کی جاتی تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت اور زندگی کو برابر قرار دے دیا ہے علماء سے یہ طریقہ منقول نہیں البتہ کچھ لوگ اس کے قائل ہیں جیسے کہ شیخ یحیی صرصری۔ شیخ محمد بن نعمان وغیرہ یہ لوگ اگر چہ نیک لوگ تھے مگر عالم نہیں تھے انہیں احکام کے بارے میں معلومات نہیں تھیں اس لیے احکام کے سلسلے میں ان کا عمل یا قول نہیں لیا جاتا نہ ہی حرام وحلال کے مسئلے میں ان کی بات کوئی اہمیت رکھتی ہے ان کے اس اپنے اس عمل کی نہ کوئی شرعی دلیل ہے نہ ہی کسی اچھے عالم سے منقول ہے بلکہ یہ ایک رسم چلی ہے جس پر سب چل رہے ہیں کہ مصائب ومشکلات میں پیروں کو پکارتے ہیں کچھ شیوخ اور پیر ایسے ہیں کہ جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتو عبدالقادر جیلانی کی طرف متوجہ ہوکر کچھ خاص وظائف کا ردکرتے ہیں اسی طرح بہت سے لوگ علماء کے سمجھانے سے سمجھ گئے ہیں کہ جو کام یہ کررہے ہیں وہ اسلام نہیں ہے بلکہ بت پرستی کے مشابہ عمل ہے لہٰذا وہ اسے ترک کر چکے ہیں مگر اکثریت اب بھی ایسی ہے جو اس عمل کو کفر وشرک نہیں سمجھتی جس طرح کہ شیخ یحیی صرصری ہے خود گمراہی اور بدعت میں مبتلا ہے اور اپنے مخالفین کو کافر قرار دیتا ہے جیسا کہ روافض اور خوارج کرتے تھے اس گمراہ کی بات کسی بھی مسلمان سے ثابت نہیں ہے۔ مصر کے علماء سے اس نے یہ درخواست کی تھی میری بات کی موافقت کریں مگر انہوں نے انکار کردیا پھر اس نے ان سے درخواست کی کہ میرے (راقم) لکھے ہوئے جواب کی مخالفت کریں تو انہوں نے اس کا بھی انکار کردیا۔ کچھ لوگ اس کی رائے کی موافقت کرتے ہیں کہ فوت شدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لینا جائز ہے مگر نبی سے مانگنے یا نبی سے مانگنے والے کو کافر نہ کہنے پر اس کی موافقت کسی نے نہیں کی ہے۔ بلکہ اکثر نے کہا ہے کہ نبی سے دعا نہیں مانگی جاتی یہ منع ہے۔ میں نے کسی عالم سے نہیں سنا کہ جس نے پیغمبر سے مانگنے کو جائز قرار دیا ہو۔ البتہ ایسے کچھ لوگ ضرور تھے جو شریعت سے لاعلم تھے وہ اس مسئلے کے زبردست حامی تھے وہ اپنے اغراض ومقاصد کے لئے جس کو چاہتے صاحب اختیارات قرار دیتے اور پھر ان سے دعائیں مانگتے حاجتیں طلب کرتے اس مقصد کے لئے انہوں نے دیگر علماء کو بھی

اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کی مگران کی کوششیں رائیگاں گئیں ان کی جہالت اورنا کامی ظاہر ہوگئی ہے۔ جو لوگ ان کے ساتھ تعاون کرتے تھے ان میں سے بھی بہت سے اہم افراد کو بھی معلوم ہوگیا ہے کہ ان کی تمامتر کوششوں کے باوجود جو کچھ کرنا چاہتے تھے وہ نہ ہوسکا اور حق ظاہر ہوکر ہی رہا جس عمل کو یہ جاری رکھنا قائم ودائم رکھنا چاہتے تھے اس کے مدمقابل اس کی موجودگی میں ہی حق واضح ہوکر سامنے آگیا گویا خود ہی انہوں نے اپنا معارض ومخالف ڈھونڈ نکالا حالانکہ ان کا تعصب زیادہ تھا ان کی طاقت بھی تھی اوران کی شیطانی چالیں بھی بہت مضبوط تھیں۔ جس راستے پر یہ شیخ صرصری چلا ہے یہ اہل بدعت کا طریقہ اور راستہ ہے جو کہ جہالت اور ظلم کا راستہ ہے کہ کتاب وسنت اوراجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف نئی بدعت ایجاد کرلی۔ اور جو ان کے اس غلط عقیدے کی مخالفت کرتا ہے اسے کافر قرار دیتے ہیں جیسا کہ خوارج کرتے تھے کہ خود اسلام سے خارج ہیں اوراپنے مخالفین کو کافر قرار دے رہے ہیں یہی روش روافض کی تھی جنہوں نے اپنے مخالف صحابہ رضی اللہ عنہم کو (نعوذ باللہ) کافر قرار دیا تھا یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ عثمان رضی اللہ عنہ۔ عمر رضی اللہ عنہ اوران کے ہم خیال دیگر ائمہ اہل سنت والجماعت کو کافر قرار دیا ہے۔

جن لوگوں میں علم ہوتا ہے ایمان ہوتا ہے ان میں عدل اور دلی نرمی ہوتی ہے۔ وہ حق اس کو کہتے ہیں جو سنت کے مطابق اور بدعت سے پاک ہو یہ لوگ ان کے بارے میں بھی عدل سے کام لیتے ہیں جو اس حق سے نکل جائے اوران پر ظلم بھی کرتا ہو۔ اللہ کا فرمان ہے۔

"كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ". (النساء:١٣٥)

"انصاف وعدل پر قائم رہو لوگوں پر گواہ اگرچہ (یہ عدل) تمہارے خلاف ہی کیوں نہ جاتا ہو"۔

فرمان ہے۔

"لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى". (المائدة:٨)

"کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ سنت کی پیروی کرنے والے علماء اپنے مخالفین کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ مخالف ان کو کافر ہی کیوں نہ کہتا ہو اہل سنت اس لیے کسی کو کافر نہیں کہتے کہ کافر قرار دینا یا نہ دینا شرعی مسئلہ ہے کسی انسان کو اس کا اختیار نہیں ہے اپنے طور پر یہ فیصلہ کرے کہ کون کافر ہے کون نہیں جس طرح کوئی شخص کسی کی بیوی بیٹی سے بدکاری کرے تو بدلے میں

وہ بھی زنا کرے یہ جائز نہیں ہے اس لیے کہ بدکاری حرام ہے اللہ نے حرام قرار دیا ہے لہٰذا کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ہوسکتا اسی طرح کسی کو کافر قرار دینا اللہ کا حق ہے کافر اسی کو کہا جائے گا جسے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کہا ہو اس طرح شخص معین کی تکفیر کا فتوی اس وقت دیں گے جب اس کو دلیل پہنچ چکی ہو کہ اس کی مخالفت کفر ہے اس کے باوجود وہ اس دلیل کی مخالفت کرے تو کافر کہلائے گا ورنہ دین سے ناواقف ولاعلم ہر شخص کو کافر نہیں کہا جائے گا یہی وجہ ہے کہ جب کچھ صحابہ وتابعین نے شراب کو حلال قرار دیدیا تھا جیسا کہ قدامہ بن مظعون وغیرہ اور انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ سورۃ مائدہ کی آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو عمل صالح کرتا ہو اس کے لیے شراب حلال ہے۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ وغیرہ علمائے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ایسے لوگوں سے توبہ کروائی جائے گی اگر وہ حرام پر اصرار کریں تو پھر انہیں کافر کہا جائے گا اور اگر شراب پینے کا اقرار کرلیں تو انہیں کوڑے مارے جائیں گے چونکہ انہوں نے ایک غلط فہمی یا آیت کا صحیح مطلب نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے حرام کو حلال قرار دیا تھا جب ان کے سامنے بات واضح ہوگئی تو انہوں نے اسے قبول کرلیا اگر وہ پھر بھی اپنی بات پر قائم رہتے تو کافر قرار دیدیئے جاتے۔صحیحین میں روایت ہے کہ ایک آدمی نے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کچھ دریا میں بہا دو کچھ ہوا میں اڑا دو اگر اللہ نے مجھے گرفت میں لے لیا تو مجھے بہت برا عذاب دے گا۔اللہ نے سمندر اور خشکی کو حکم دیا کہ جو راکھ تمہارے پاس ہے سب جمع کر کے لے آؤ وہ لے آئے اللہ نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا تھا؟اس نے کہا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے اللہ نے اسے معاف کر دیا۔حالانکہ اس شخص کا عقیدہ تھا کہ اللہ اس کو دوبارہ زندہ نہ کر سکے گا اور زندہ کرے گا بھی نہیں حالانکہ دونوں عقیدے کفریہ ہیں انہیں جائز سمجھنا بھی کفر ہے مگر وہ آدمی اس سے لاعلم تھا حق بات سے بے خبر تھا اس لیے اللہ نے اسے معاف کر دیا۔اسی لیے میں جہمیہ سے کہتا ہوں کہ اگر میں تمہاری اس بات کو تسلیم کرلوں کہ اللہ عرش پر نہیں ہے تو میں کافر ہوجاؤں گا اس لیے کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا عقیدہ کفر ہے مگر میں تمہیں اس لیے کافر نہیں کہتا کہ تم جاہل ولاعلم ہو۔صرصری نے اپنی بات کی دلیل کے لئے اس نابینا والی حدیث کو پیش کیا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ۔اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے۔اس حدیث سے استدلال غلط ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ نبی سے فریاد یا دعا نہیں کررہا تھا بلکہ ان کے واسطے سے اللہ کی طرف متوجہ ہورہا تھا۔دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اورشفاعت سے (اللہ کی طرف متوجہ ہورہا تھا اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تھی اسی لیے تو اپنی

دعا کے آخر میں کہا تھا۔اے اللہ اپنے نبی کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔اس سے معلوم ہوا کہ وہ وسیلہ نہیں بلکہ شفاعت چاہتا تھا۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا واسطہ نہیں دے رہا تھا اس طرح اکثر صحابہ کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا وسیلہ لیتے جیسا کہ صلوٰۃ استسقاء میں عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کا وسیلہ لیا اسی طرح یہ آدمی بھی یہی کرر ہا تھا اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا یہ بھی اللہ سے دعا کرے کہ وہ میری شفاعت تمہارے حق میں قبول کرے ۔اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی توسط سے اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو یہ خطاب دراصل دلی طور پر ہوتا تھا جس طرح ہم نماز میں السلام علیک ایہا النبی کہتے ہیں۔

دوسری دلیل صرصری جیسے لوگ دیتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کی یا منصور کا واقعہ ہے کہ اس نے بھی وسیلے سے دعا کی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس واقعے کی اصل نہیں ہے لہٰذا حجت ودلیل نہیں بن سکتا۔دوسری بات یہ ہے کہ یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے وسیلے پر دلالت نہیں کرتا نہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ فریاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی تھی ایک واقعہ اونٹ کا بھی ہے جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت وفریاد لایا تھا تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شکایتیں لے کر آتے تھے اسی طرح قیامت میں بھی لائیں گے مگر یہ شکایتیں وہ تھیں یا ہوں گی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے مطابق تھیں (مافوق الاستطاعت نہیں تھیں)اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے لہٰذا یہ دلائل اس موقع پر پیش نہیں کئے جاسکتے اصل اختلاف اس میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے استغاثہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یا زندگی کے بعد جائز ہے یا نہیں؟اس پر تمام مسلمان متفق ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے جب عام مسلمان اسے جائز نہیں سمجھتے چہ جائے کہ صالحین ۔انبیاء اور خصوصًا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسے جائز کہتے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنا شکوہ کرنا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مافوق القدرت استدعا جائز نہیں ہے۔

ان جاہلوں کی باتیں اسلام سے مرتد کردینے والی ہیں ۔رب العالمین کے انکار پر مبنی ہیں یہ باتیں مکمل طور پر شرکیہ ہیں اور شرک ایسا کفر ہے جسے اللہ کبھی نہیں بخشتا۔وقالوا لا تذرن الھتکم . کافر کہتے ہیں کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا۔سلف کے علماء کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے یہ معبود دراصل فوت شدہ صالح لوگ تھے جن کے بت بنا کر یہ ان کی پوجا کرتے تھے اصل تعظیم ان فوت شدہ صالحین کی ہوتی تھی جیسا کہ بخاری وغیرہ صحیح کتب میں مذکور ہے ۔اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ۔

" قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحَى اِلَيَّ". (حٰمٓ السجدة:٦)

''کہہ دو کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں (صرف فرق یہ ہے کہ) میرے پاس وحی آتی ہے''۔

یہ گمراہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں کہتے ہیں کہ میں بشر ہوں مگر ہمیں نہیں کہنا چاہیے۔ بلکہ ہمیں تو وہ بات کرنی چاہیے جو فلاں فلاں نے کہی ہے کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل بشر کہا وہ کافر ہے۔ حالانکہ یہ وہی بات ہے جو نصاری جناب مسیح علیہ السلام کے بارے میں کہتے تھے جو لاہوت اور ناسوت کا مجموعہ ہے اس میں الاہیت اور بشریت دونوں بیک ووقت جمع ہیں یہی بات صوفی شیعہ بھی کہتے ہیں کہ انبیاء اور صالحین میں لاہوت اور ناسوت دونوں بیک وقت جمع ہوتے ہیں۔

(لاہوت کہتے ہیں خدائی صفات کو اور ناسوت کہتے ہیں انسانی صفات وخاصیات۔ لاہوت الہٰ سے ہے ناسوت ناسؔ سے۔ مترجم)

جبکہ ہم جانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ اموات میں سے کسی کو پکارے نہ انبیاء کو نہ صالحین کو بلکہ اللہ اور اس کے رسول نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ مگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے لاعلمی و جہالت کی وجہ سے بہت سے لوگوں کے لئے شریعت کو سمجھنا ممکن نہیں ہے نہ ہی وہ شرعی امور میں غور وفکر کی صلاحیت رکھتے ہیں اسی لیے وہ صرف ان لوگوں کی سمجھ میں آیا ہے جو دین کی حقیقت کو سمجھ سکے ہیں حالانکہ دین میں اہم ترین مسئلہ یہی ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے بیان کیا ہے یہی دین کی بنیاد ہے جبکہ صرصری جیسے لوگوں کا اسلام دوسری طرح کا ہے ایک طرف اسلام کا دعوی کرتے ہیں دوسری طرف اسلام کی سب سے بڑی مخالفت کرتے ہیں یعنی فوت شدہ لوگوں کو پکارتے ہیں۔ تکالیف ومصائب میں قبروں ومزاروں پر جا کر دل کی گہرائیوں سے دفن شدہ لوگوں سے التجائیں کرتے ہیں جبکہ اللہ کی عبادت نماز دعاء وغیرہ صرف رسماً وعادتاً کرتے ہیں اس میں اتنا خلوص وعاجزی نہیں ہوتی یہاں تک کہ دمشق پر جب تاتاریوں نے حملہ کیا تو ان کے مقابلے کے لیے بھی مدد قبروں سے مانگ رہے تھے اس موقع پر ایک شاعر نے کہا تھا۔

(ترجمہ) ''تاتاریوں سے ڈرنے والو ابوعمر کی قبر سے مدد مانگو ابوعمر کی قبر کی پناہ میں آجاؤ وہ تمہیں اس تکلیف سے نجات دے گا''۔

میں نے ان سے کہا اگر یہ فوت شدہ لوگ زندہ ہوتے اور تمہارے ساتھ مل کر دشمنوں س لڑتے پھر بھی تمہیں شکست

ہوسکتی تھی جس طرح کہ جنگ احد میں مسلمانوں کو ہوئی تھی اس لیے کہ جو اسباب جنگ جیتنے کے لیے درکار ہوتے ہیں وہ مسلمانوں کے پاس پورے نہیں تھے جب کہ جنگ اسباب سے لڑی اور جیتی جاتی ہے ساتھ ہی اللہ کی مدد بھی شامل ہو یہی وجہ ہے کہ دین سے واقفیت رکھنے والے ایسے موقعہ پر کہ جب طاقت قوت کم ہو تو لڑنے کا حکم اور اجازت نہیں دیتے اس لیے کہ ایسی حالت میں لڑنا شرعی جنگ نہیں ہوگی جس کا حکم اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے ایسے میں اللہ کے دین کو خالص کرنے اور اس سے دعا وفریاد کرنے کا حکم ہے مسلمان صرف ایک اللہ سے ہی فریاد کرتے ہیں وہ کسی فرشتے یا نبی کو کبھی نہیں پکارتے جب لوگ دین کو خالص کرلیں اور اپنے دینی دعوے میں سچے ثابت ہوجائیں تو اللہ بھی دشمن کے مقابلے پر ان کی مدد کرتا ہے یہی کچھ تاتاریوں کے مقابلے پر ہوا جب مسلمانوں نے صرف اللہ کے بھروسے پر اس کی مدد کے سہارے جنگ شروع کی تو تاتاریوں کو ایسی عبرتناک شکست ہوئی جس کا انہوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا اس لیے کہ جس چیز کی مسلمانوں میں کمی تھی وہ دور ہوگئی تھی یعنی خالص دین اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ اپنے رسولوں کی مدد اس لیے کرتا ہے جیسا کہ بدر والے دن ہوا۔

" اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ " . (الانفال:۹)

''جب تم اپنے رب سے مدد طلب کر رہے تھے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری دعا قبول کرلی''۔

روایت میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن دعا کر رہے تھے ''کہ اے قائم رہنے والے سہارا دینے والے رب تری رحمت کا سوال کرتا ہوں میری حالت سنوار دے مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے مت کرنہ ہی مجھے اپنی مخلوق میں سے کسی کے حوالے کر''۔

جب کہ یہ گمراہ لوگ فوت شدہ لوگوں کو پکارتے ہیں غائب لوگوں سے دعائیں کرتے ہیں۔ اپنی تمام مصائب ومشکلات ان کے سامنے رکھتے ہیں ان کے حل کی درخواست کرتے ہیں قبر میں مدفون شخص کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ آپ میری خطاؤں کو جانتے ہیں میری مشکلات سے باخبر ہیں جبکہ ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے سامنے ہماری دعائیں پیش کردیں۔ ان کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسان دعائیں سنتا ہے اور اللہ سے سفارش کرسکتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارش کی دعا کی درخواست کی تھی اور جس طرح کہ قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفارش کریں گے حالانکہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ میت سے دعائیں مانگنا غیر شرعی عمل ہے کسی صحابی سے ثابت نہیں نہ ہی کسی نبی سے نہ ہی صالحین سے صحابہ رضی اللہ عنہم

صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں کرواتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کی باتوں پر اچھی طرح غور وفکر کرنا چاہیے ماہ بہ ماہ۔ وقت بہ وقت سال بہ سال یہ غور جاری رہنا چاہیے تا کہ دین اسلام کی صحیح پہچان ہو سکے وہ دین اسلام جو تمام انبیاء علیہم السلام لے کر آئے اور جو تمام کتب آسمانی میں موجود تھا وہ یہ تھا۔

" وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوْا اللهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوتَ ". (النحل:٣٦)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (وہ ان سے کہتا تھا) اللہ کی عبادت کرو طاغوت سے اجتناب کرو''۔

" وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ". (الانبیاء:٢٥)

ہم نے آپ سے قبل جو بھی رسول بھیجا اسے یہی وحی کی میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میری عبادت کرو''۔

" وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ ". (الزخرف:٤٦)

''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قبل جو رسول بھیجے ہیں ان کے بارے میں معلوم کرو (کہ ان کا بھی یہی دین تھا)''۔

شیخ رحمہ اللہ کی باتوں پر غور کریں کہ کس طرح وہ شرک کی اقسام کا ذکر کرتے ہیں وہ شرک اکبر جس میں شیخ کے دور کے عالم مفتی اور قاضی کہلانے والے اس میں مبتلا ہو چکے تھے مگر جب شیخ رحمہ اللہ نے ان کو تفصیل سمجھا دی تو ان کے سامنے حق ظاہر ہو گیا اور وہ سمجھ گئے کہ ہم شرک وگمراہی میں مبتلا تھے اس کے بعد وہ حق کی طرف آئے مگر کچھ لوگ شیخ کی باتوں کی تعریف کرتے تھے مگر عمل نہیں یہ لوگ اس حدیث کا مصداق بنے۔ لتتبعن سنن من قبلکم تم اپنے سے پہلے لوگوں (یہود ونصاری) کے نقش قدم پر چلو گے۔ اس طرح شیخ رحمہ اللہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں بتا دیا جو غیر اللہ سے مدد طلب کرنا فریاد کرنا جائز سمجھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ان سے سفارش کی درخواست جائز سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ جو دعا اللہ سے کی جاسکتی ہے وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کی جاسکتی ہے اس کے لیے وہ قرآن وسنت کے متشابہ دلائل سے استدلال کرتے ہیں۔ اور جو لوگ رسول سے فریاد کرنے کو جائز نہیں کہتے ان کو یہ گمراہ لوگ کافر قرار دیتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھیں کس طرح شیخ رحمہ اللہ نے ان لوگوں کا رد آیات محکمات اور احادیث

صیحہ سے کیا ہے۔اس طرح پوری اور صیح بات کھل کر سامنے آجائے گی دل میں آئے ہوئے تمام شبہات اور غلط فہمیاں ختم ہوجائیں گی جو کہ آباء واجداد کی تقلید کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں اور انسان کو جہنم میں لیجاتی ہیں بہت سے علاقوں ۔شہروں ۔ملکوں کے لوگ ان شبہات میں مبتلا ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ نے عجیب بات یہ تحریر کی ہے کہ ان کے زمانے میں مشرکین قبر کو سجدہ کرتے ہیں اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ قبلہ عام ہے مگر فلاں پیر کی قبر خاص قبلہ ہے۔شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کی باتیں وہ لوگ بھی کرتے ہیں جو عبادت گذار۔زاہد اور لوگوں کے پیر بنے ہوئے ہیں۔اس طرح کے مناظر آج بھی مزاروں اور قبروں پر دیکھے جاسکتے ہیں جن کا تذکرہ شیخ رحمہ اللہ نے کیا ہے لوگ مزاروں پر جا کر روتے ہیں گڑ گڑاتے ہیں مگر مساجد میں ان کی حالت یہ نہیں ہوتی صرف رسم و عادت کے طور پر عبادت بجالاتے ہیں۔نماز اتنی جلدی پڑھتے ہیں جس طرح پرندہ چونچ مارتا ہے ٹھنگے مارتا ہے یہ لوگ اللہ کے نام پر جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں البتہ پیر کے نام کی جھوٹی قسم کبھی نہیں کھاتے۔اس طرح ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ پیر کا مقام وتعظیم ہے کس طرح ان کے دلوں پر۔آنکھوں اور عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں۔شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔کہ جو لوگ فوت ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں کرنے کو جائز کہتے ہیں ان مین شیخ صرصری اور شیخ محمد بن نعمان شامل ہیں مگر یہ لوگ عالم نہیں تھے انہیں دینی احکام کی کوئی معلومات نہیں تھیں احکام میں حلال حرام میں ان کی بات نہیں لیجاسکتی۔ان لوگوں کے پاس اپنی بات کی کوئی دلیل صیح حدیث یا صحابی سے نہیں ہے۔لہٰذا ان کی رائے قبول نہیں کیجاسکتی اس لیے کہ دین میں دلیل اور قابل اتباع قول اللہ رب العالمین یا محمد رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔چونکہ اللہ۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کہیں سے ثابت نہیں ہے کہ فوت ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی دعا یا مصیبت دور کرنے یا کسی بھی قسم کی دعا کی جاسکتی ہے۔بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو توحید کو مکمل طور پر خالص کرلیا تھا اس لیے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب آتے تو کہتے السلام علیک یا رسول اللہ۔السلام علیک یا ابا بکر۔السلام علیک یا ابّ اور جب دعا کرتے تو روضہ رسول اور ابوبکر وعمر کی قبر کی طرف پیٹھ کر لیتے اور منہ قبلے کی طرف کرتے۔اسی طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے بائیں طرف کھڑے ہوکر قبلہ رخ دعا کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف پیٹھ بھی نہ ہو اور منہ بھی نہ ہو۔پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھتے پھر اپنے لیے دعا کرتے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے انتقال کے بعد) تذکرہ کرتے تو کہتے میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں اور جب دعا کرتے تو حجرہ کے بائیں طرف کھڑے ہوکر اللہ سے دعا کرتے ۔اسی طرح کا عمل امام مالک رحمہ اللہ کے ساتھیوں سے بھی منقول ہے۔کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف پیٹھ کرنا اچھا نہ سمجھتے تو وہ حجرہ کے بائیں طرف کھڑے ہوجاتے۔امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نہیں سمجھتا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس کھڑا ہونا چاہیے البتہ صلاۃ وسلام پڑھ لے۔سلف صالحین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ کا طریقہ تو یہ تھا مگر جب انبیاء کے دین سے تعلق کمزور ہوگیا تو لوگوں نے بدعات ایجاد کرلیں۔

شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عمل جو لوگ کررہے ہیں شرک اکبر ہے اور یہ وہی کفر ہے جسے اللہ کسی صورت میں معاف نہیں کرتا جب تک توبہ نہ کرلی جائے یہ ارتداد کا ذریعہ ہے کفر ہے شیخ رحمہ اللہ نے کسی طرح صراحت کے ساتھ انہیں کافر مرتد قرار دیا ہے۔اگر حجت قائم ہونے کے بعد ایسا کرے تو مرتد ہے۔

الاقناع اور اس کی شرح میں باب حکم المرتد کے تحت لکھتے ہیں۔وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہوجاتا ہے ارتداد زبانی بھی ہوسکتا ہے اعتقاد سے بھی شک کرے اور فعل کی وجہ سے بھی بشرطیکہ مجبور نہ کیا گیا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

”اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ“. (النحل:١٠٦)

”مگر جسے مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“۔

اگرچہ مذاق میں بھی ایسی بات کہدے جو ارتداد کا سبب ہو تو پھر بھی مرتد ہے۔اس لیے کہ اللہ کا فرمان عام ہے۔

”مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ“. (البقرة:٢١٧)

”تم میں سے جو بھی اپنے دین سے مرتد ہوجائے“۔

علماء نے مرتد کے قتل پر اتفاق کیا ہے اب جو شرک کرے تو وہ بھی اسلام لانے کے بعد کافر ہوگا۔

”اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ“ (النساء:٤٨)

”اللہ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دے“۔

اس طرح اگر اللہ کی ربوبیت یا وحدانیت کا انکار کردے تو وہ کافر ہے اس لیے کہ ان کا منکر اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا شمار ہوگا۔یا اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کا انکار کرے یا اللہ کا بیٹا مانے یا اللہ کے لئے بیوی مانے یا

نبوت کا دعویٰ کرے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبی مانے یا کسی داعیٔ نبوت کی تصدیق کرے وہ کافر ہے۔اس لیے کہ وہ اللہ کے قول کی تکذیب کرتا ہے۔

" وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ". (الاحزاب:٤٠)

"لیکن (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں"۔

یا کوئی شخص کسی نبی یا کتاب کا انکار کرے یا ملائکہ کا انکار کرے یا یہ کہے کہ فلاں نبی فرشتہ ہے یا قرآن کا انکار کرے تو وہ کافر ہوگا یا اللہ کو گالی دے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا کتابوں کا انکار کرے یا ان مذکورہ میں سے کسی کا مذاق اڑائے یا کوئی شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے نفرت کرے یا اللہ اور اپنے درمیان وسیلے بنائے ان پر توکل کرے ان کو پکارے یہ سب بالاجماع کفر ہے اس لیے کہ یہ بت پرستوں کے عمل کی مشابہت ہے جو کہتے تھے۔**مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ** . ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں مرتبے میں۔یا کوئی شخص ایسی بات کرے یا عمل کرے جس سے دین کے استہزاء کا واضح یا اشارۃً اظہار ہوتا ہو۔یا قرآن کی توہین کا پہلو نکلتا ہو یا ایسی بات کہے جو اسلام سے خارج کردینے والی ہو یا اللہ کے وعدے یا وعید کا مذاق اڑائے تو کافر ہے اس لیے کہ یہ بھی اللہ کے مذاق اڑانے کے برابر ہے۔یا جو شخص کہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہری علم میں محتاج ہوں مگر علم باطنی میں نہیں یا اس شخص کو کافر نہ سمجھے جو اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپناتا ہو یا اس کے کفر میں شک کرے۔یا یہ کہے کہ اولیاء کو شریعت سے نکلنے کی اجازت ہے جس طرح خضر علیہ السلام کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے نکلنے کی اجازت تھی تو یہ شخص کافر ہے۔یا کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دے یا کسی ایک صحابی کو گالی دے یا یہ کہے کہ علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں جبریل نے غلطی کی تھی وہ بھی کافر ہے۔جو اس کی تکفیر میں توقف کرے وہ بھی کافر ہے۔جس نے برا بھلا کہا تو اس کی تکفیر میں اختلاف ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اس کی تکفیر میں توقف میں قائل ہیں۔جادو سیکھنا سکھانا اور کرنا تینوں عمل حرام ہیں چاہے تعویذ کی شکل میں ہو۔کلام ہو یا کوئی اور جادوئی عمل ہو جس کے ذریعے سے کسی کے جسم پر جادو کا اثر کیا جائے یا کسی کی عقل یا دل پر اثر کرے جادو کی حقیقت ہے جادو ایسا بھی ہے جس کے ذریعے قتل ہوتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے جس سے کسی کو مریض کیا جاتا ہے کسی سے بیوی اور اس کے شوہر میں نفرت پیدا کی جاتی ہے کبھی دو افراد میں نفرت کبھی محبت پیدا کی جاتی ہے یہ سب کفر ہیں چاہے اس کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھے یا نہ رکھے

جیسا کہ مکہ میں ایک آدمی ٹیلے پر چڑھ جاتا تھا اور ہوا میں اڑتا تھا۔ اس طرح کاہن اور نجومی ہے۔ کاہن کے پاس جنات خبریں لاتے ہیں۔ نجومی ستاروں کے ذریعے معلومات حاصل کرتا ہے یا زائچے بناتا ہے اس کے ذریعے سے معلومات حاصل کرتا ہے ایسے لوگ اگر اس عمل کو جائز کہتے ہوں تو انہیں منع کیا جائے گا اگر نہ رکے تو کافر قرار دیئے جائیں گے۔

وصلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم.

مترجم: عبدالعظیم حسن زئی

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

email:info@muwahideen.tk